علم عقائد سیکھنے اور سکھانے کی ایک جامع اور درست کتاب

اسلامی عقائد

کنیز عائشہ امجدی

ناشر
دار الحسن پبلیشر جمشید پور جھارکھنڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم عقائد سیکھنے اور سکھانے کی ایک جامع اور مستند کتاب

اسلامی عقائد

کنیزِ عائشہ امجدی

ناشر

دارین پبلیشر، جمشید پور، جھارکھنڈ، انڈیا

★ نام کتاب : **اسلامی عقائد**

★ از قلم : **کنیز عائشہ امجدی**

★ تصحیح و نظر ثانی: مفتی عبدالمالک مصباحی

★ صفحات : ۱۴۴

★ قیمت : ۱۰۰/روپے

★ اشاعت : نومبر ۲۰۲۱ء/ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ

★ زیر اہتمام : دارین اکیڈمی، جمشید پور، جھارکھنڈ

★ تقسیم کار : بطحا اکیڈمی، لوہردگا، جھارکھنڈ

★ کمپوزنگ : دارین گرافکس، جمشید پور، جھارکھنڈ

★ ای میل : amalikmisbahi786@gmail.com

★ موبائل : (W) +918409987217/7979069108

★ ناشر : دارین پبلیشر، جمشید پور، جھارکھنڈ

نام..

درجہ...................... سیکشن .... رول نمبر...............

مدرسہ/اسکول...

....

....

فہرست مضامین

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

شرف انتساب

معلم دارین، روح کائنات حضور سرور دوعالم ﷺ
کی بارگاہ ناز میں!
جن کے قدوم میمنت لزوم سے تاریکی میں بھٹکتی انسانیت کو
معرفت الٰہی اور عرفان ذات نصیب ہوا۔

اساتذۂ کرام اور والدین کریمین کے نام!
جن کی اعلیٰ تربیت اور نگاہِ کرم نے مجھے اس لائق بنایا۔

قوم کے ان نونہالوں کے نام!
جو اس ہوش ربا اور پرفتن دور میں اسلامی تعلیمات کے حصول
میں سرگرداں ہیں۔

غبار راہِ خاصانِ خدا
کنیز عائشہ امجدی

احوالِ واقعی

یہ بالکل عام مشاہدے کی بات ہے کہ زمانے کے بدلتے مزاج کا گہرا اثر تعلیم و تعلم اور درس و تدریس پر بھی پڑتا ہے، درس و تدریس میں جمود و تعطل نے قوموں کی امامت پس پشت ڈال دیا ہے۔ اس لیے زمانہ کی روش کو مد نظر رکھتے ہوئے جدید پیٹرن پر نئی نسل کو عصری تعلیمات کے ساتھ اسلامی عقائد و معمولات سکھانے کی ضرورت یوں تو ہر دور میں ناگزیر رہی ہے مگر سوشل میڈیا کے اس ہنگامہ خیز دور میں اس کی ضرورت و اہمیت اور کہیں زیادہ ہو گئی ہے تاکہ نئی نسل اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کے ساتھ اس کی وکالت بھی کر سکے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر درس گاہی دنیا میں ایک ایسی مختصر مگر جامع اور مستند کتاب کی سخت ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں ایمانیات کے مشکل اور خشک باب کو بچوں کے مزاج کے مطابق ایسے آسان اور دلچسپ پیرایۂ بیان میں پیش کیا جائے جو مدرسہ اور اسکول دونوں ذرائع تعلیم کے طلبا کے لیے یکساں مفید ہو۔

ایسی کتاب کی تلاش میں تگ و دو کرنے اور ماضی کے ذخیرہ کو کھنگالنے کے بعد یہی تلخ حقیقت سامنے آئی کہ اردو زبان میں عقائد حقہ کے بیان میں اس طرح کی کتابوں کی سخت کمی ہے کیوں کہ جو کتابیں فی الحال مارکیٹ میں دست یاب ہیں اور درس گاہوں میں داخل نصاب ہیں ان میں اکثر کتابیں بچوں کے نصاب کے لیے نہیں بلکہ عوام کی معلومات کے لیے لکھی گئی ہیں اسی لیے ان کا انداز اور مواد بھی ویسا ہی ہے، چناں چہ میں نے مناسب جانا کہ بچوں کے لیے عقائد اسلام کو آسان اور دلچسپ بنا کر مختصر طور پر درس گاہی انداز میں پیش کیا

جائے۔اسی خیال کو عملی جامہ پہناتے ہوئے یہ زیرنظر کتاب ترتیب دی گئی جو مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہے:

۱: ایمانیات کے بنیادی ابواب کی چھوٹے چھوٹے اسباق میں تقسیم۔

۲: زبان عام فہم اور سادہ وسلیس۔

۳: اس کے ساتھ مشکل الفاظ کے معانی الگ سے مشکل الفاظ کے معانی کے ضمن میں۔

۴: مزید سمجھانے کے لیے سبق کی گفتگو سے کچھ سوالات پیدا کرکے ان کے جوابات۔

۵: دانستہ طور پر ہر سبق میں تقریبا پانچ چھ آیات و احادیث عربی عبارت کے ساتھ شامل کی گئی ہیں تاکہ بچے روانی کے ساتھ ان کو بھی یاد کرلیں اور احساس بھی نہ ہو نیز عربی زبان جو قرآن و حدیث کے ساتھ جنتیوں کی زبان ہے اس سے آشنائی ہوجائے اور مزید کا جذبہ بیدار ہو۔

۶: ہر سبق کے ختم ہوتے ہی چند مشقیہ سوالات بھی رکھے گئے ہیں جن کے جوابات اسی سبق میں موجود ہیں۔

۷: کتاب کے اخیر میں ایک نئے انداز میں ''چہل آیات متعلق بہ عقائد'' کے نام سے چالیس آیات کو شامل کردیا گیا ہے جن سے افادیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے کہ عصر حاضر ماخذ کی طرف رجوع کرنے کا دور ہے۔

الغرض اس طرح کی دیگر کئی خوبیوں سے مزین یہ کتاب اہل نظر اور ذمہ داران مدارس کی خدمت میں حاضر ہے۔امید ہے کہ اسے اپنی درس گاہوں میں شامل نصاب کرکے طلبہ کے لیے آسانی کی راہ ہموار کریں گے۔

واضح رہے کہ زیرنظر کتاب کا خاکہ اگرچہ میرے تدریسی احساس، خیال اور ضرورت کی پیداوار ہے مگراس میں رنگ وروغن بھرنے کا کام میرے والد بزرگوار حضرت علامہ مفتی

عبدالمالک مصباحی دامت برکاتہم العالیہ نے کیا ہے جنھوں نے مدینہ مسجد ،آزادنگر کی امامت و خطابت ،سنی دارالافتا کی گوناں گوں شرعی و سماجی خدمات کے علاوہ دارین اکیڈمی کی انقلابی سرگرمیوں میں سرگرداں رہنے کے باوجود شب و روز لگ کر اس کی تصحیح وتزئین کا کام کرکے میرے حوصلوں کو برقی توانائی سے مالامال فرمایا، جابجا اس میں حذف واضافہ کا حکم بھی دیا المختصر اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ والدگرامی کی تقریباً ستائیس سالہ تدریسی تجربات کی رہین منت ہیں ۔ انھوں نے اپنی علمی، فقہی اور گہری نظر سے اس کتاب کو واقعی مستند بنادیا۔ میرے شبستان خیال میں ایسے الفاظ نہیں جوان کے شکریہ کا ادنیٰ سا بھی حق ادا کرنے کی جسارت کرسکیں، ہاں! ہر نفَس میں رب قدیر کی بارگاہ میں دعاگو ہوں کہ پروردگار عالم میرے والد محترم کو صحت و تندرستی سے مالا مال فرمائے اوران کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم رکھے ۔آمین ثم آمین۔

میرا قلم سراپا تشکر و امتنان ہے مناظر اسلام ،جامع صفات کثیرہ ،فقیہ عصر ،حضرت علامہ مفتی الشاہ عبدالمنان کلیمی ،امین شریعت مرکزی ادارۂ شرعیہ ،پٹنہ بہار ،بانی وسربراہ اعلیٰ جامعہ اکرم العلوم ،مرادآباد ،یوپی کا جنھوں نے اپنا بیش قیمتی وقت نکال کر اس کتاب پر نظر ثانی فرماکر اس کی استنادی حیثیت کو چار چاند لگایا اور اپنی دعاؤں سے نواز کر مجھے مزید دینی کام کرنے کا حوصلہ عطافرمایا۔ مولیٰ تعالیٰ حضور امین شریعت کا سایۂ کرم تادیر اہل اسلام پر قائم رکھے اور ان کے فیوض سے قوم وملت کو مالامال فرمائے۔

ساتھ ہی والد محترم ہی کے توسط سے حضرت مفتی محمد شاہد رضا مصباحی، صدر المدرسین مرکزی دار القراءت ، جمشید پور و حضرت مفتی محمد توصیف رضا مصباحی ،ادارۂ شرعیہ، آزادنگر، جمشید پور نے بھی کتاب پر تحقیقی نظر ڈال کر اپنے مفید مشوروں سے سرفراز کیا۔ نیز عالمہ طاہرہ فاطمہ برکاتی صدر معلمات جامعۃ الزہرا للبنات ، امام احمد رضا اکیڈمی ، بریلی شریف ، و مفتیہ ام ہانی امجدی مبارک پور و مفتیہ صبیحہ آفرین امجدی صدر معلمات مدرسہ رضائے مصطفیٰ للبنات ،

بھیونڈی و مفتیہ ام الفضل صدیقہ امجدی مبارک پور کی بھی حد درجہ شکر گزار ہوں کہ ان قابل احترام شخصیات نے اپنی اپنی کثیر در کثیر مصروفیات سے وقت نکال کر نظر ثانی و پروف ریڈنگ کا اہم کارنامہ انجام دیا۔ مولیٰ تعالیٰ مذکورہ شخصیات کو صحت و تندرستی کے ساتھ دارین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے اور ان کے جذبۂ خیر خواہی کو یوں ہی سلامت رکھے آمین ثم آمین۔

بات مکمل کرنے سے پہلے میں اپنی ہمشیرہ عزیزہ فاضلہ کنیز حسین مالکی، امجدی اور اپنی ان تلمیذات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنھوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ میں حصہ لیا اور ہمارے کام آئیں، اللہ رب العزّت تمامی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ نیز اپنی مشفقہ والدہ کی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گذار ہوں کہ انھوں نے مجھے گھریلو بہت سے کاموں سے سبکدوش کر کے دینی خدمات انجام دینے کا موقع فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ انھیں بھی صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی حیات سے سرفراز اور ہمارے سروں پر ان کا سایۂ کرم دراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

گزارش: یہ کتاب چوں کہ عقائد کے بیان میں ہے جو کافی احتیاط سے لکھی گئ ہے، بڑے اہتمام سے نظر ثانی اور تصحیح بھی کی گئ ہے لیکن ان سب کے باوجود ہم بندوں کی صفت سہو و نسیان کے باعث اگر اس میں کچھ خامی اور غلطی رہ گئ ہو تو اس کی قصور وار صرف میں ہوں، قارئین کو اگر کچھ خامی نظر آئے تو دیے گئے رابطہ نمبر پر رابطہ کر کے مطلع فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

عرض گذار و طالبۂ دعا

کنیز عائشہ امجدی

سابقہ معلمہ جامعہ حضرت فاطمۃ الزہرا، آزاد نگر، جمشید پور۔
متعلمہ جامعہ ازہر شریف، مصر
موبائل: ۸۴۰۹۹۸۷۲۱۷

مناظر اسلام، فقیہ عصر
حضرت علامہ مفتی الشاہ **عبدالمنان کلیمی** صاحب قبلہ مدظلہ علینا

الحمد للہ و الصلوۃ و السلام علی نبیه و آله و اصحابه اجمعین.

دین اسلام حق ہے، اور اسی میں پوری دنیاے انسانیت کے لیے فلاح و نجات ہے اور یہ ایسا مذہبی آفاقی پیغام ہے جو اپنے علاوہ تمام تر دینی و مذہبی پیغام اور نظریات کو مسترد کرتا ہے۔ یہاں یہ جاننا ضروری اور لازم ہے کہ اسلام کے دو اہم باب ہیں، ایک باب عقائد و نظریات پر مشتمل ہے اور دوسرا اعمال و افعال پر حاوی ہے۔

فقیر راقم السطور کلیمی کو جماعت اہل سنت کے نامور عالم دین اور صاحب فکر و قلم جناب مولانا مفتی عبدالمالک صاحب مصباحی زید مجدہٗ کی لخت جگر عزیزہ عالمہ فاضلہ کنیز عائشہ امجدی کی مایہ ناز تصنیف اسلامی عقائد کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ موصوفہ نے اپنی اس قیمتی یادگار میں نہایت ذمہ داری اور پوری تلاش و تحقیق اور مکمل حزم و احتیاط کے ساتھ اسلامی افکار و عقائد کو بیان کرنے کی قابل قدر کوشش کی ہے؛ ماشاء اللہ۔ بڑا اچھوتا انداز، زبان سلیس، مسائل معتبر اور مضامین مختصر ہیں جس کا پڑھنا اور پڑھانا کافی مفید و آسان ہے۔

فقیر راقم السطور کو یہ پڑھ کر مزید مسرت و خوشی حاصل ہوئی کہ متعدّد کتابوں کے مصنف اور کہنہ مشق قلم کار مفتی عبدالمالک مصباحی، سنی دارالافتا، مدینہ مسجد، آزاد نگر و بانی

دارین اکیڈمی، جمشید پور کے علاوہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے دو مصباحی فاضل یعنی مولانا مفتی شاہد رضا صاحب مصباحی اور مولانا مفتی توصیف رضا صاحب مصباحی اس رسالے پر باضابطہ نظر ثانی کر چکے ہیں، جو اس رسالے کے صحیح و معتبر ہونے کے لیے کافی و وافی ہے۔

میں اس رسالے کی ترتیب پر فاضلہ گرامی جنابہ کنیز عائشہ امجدی اور اپنے فاضل دوست، حضرت علامہ مفتی عبد المالک صاحب مصباحی کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ رب کریم اپنے محبوب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل فاضلہ گرامی کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس رسالے کو قبولیت عامہ کے شرف سے مشرف فرمائے۔ آمین ثم آمین

دعا گو

فقیر محمد عبد المنان کلیمی عفی اللہ عنہ

امین شریعت مرکزی ادارہ شرعیہ، پٹنہ، بہار

۴/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بمطابق ۱۸/ مارچ ۲۰۲۱ء

سبق نمبر [۱]

اللہ جلّ جلالہٗ

اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ بیوی، نہ ہی اس کا کوئی مقابل ہے؛ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ۔ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (۱)

ترجمہ: نہ اس (اللہ) کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کے جوڑ (برابر) کا کوئی۔ (کنزالایمان)

اللہ رب العزت کی شان بہت بلند و بالا ہے۔ اس کی ذات کو سمجھنا عقلاً محال ہے کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اس کو محیط (گھیرے ہوئے) ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا (۲) اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے یہ کہنا بھی کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ پایا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ ذرے ذرے میں موجود ہے کہ جو چیز کسی جگہ میں ہوتی ہے جگہ اس کو گھیرے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز گھیر نہیں سکتی ہے چناں چہ اس جملہ کو یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت ہر جگہ موجود ہے، اللہ کا علم ہر ذرے ذرے کو محیط ہے (۳) اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی نہیں وہ تو ہماری رگوں

---

(۱) سورۂ اخلاص: آیت؛ ۳

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج ۱؛ ص ۴۱۱، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

یعنی سانسوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ (۱)

ترجمہ: ہم (اللہ) دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (کنزالایمان)

یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی شان والی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی بے مثال ہیں، یہاں تک کہ وہ ان تمام صفات سے بھی پاک ہے جن میں نہ کوئی خوبی ہو نہ خامی (۲) اس کی صفات وہی ہیں جو ہر طرح سے خوبی ہی خوبی والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی چند ذاتی صفات یہ ہیں: اَلْحَیُّ، اَلْقَدِيْرُ، اَلْكَلِيْمُ، اَلْعَلِيْمُ، اَلسَّمِيْعُ، اَلْبَصِيْرُ، اَلْمُرِيْدُ. یعنی حیات، قدرت، کلام، علم، سننا، دیکھنا اور ارادہ۔ (۳)

حیات: یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ تمام چیزیں ختم ہو جائیں گی، لیکن وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ اسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ (۴)

ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔ اور باقی رہے تمھارے رب کی عظمت و بزرگی والی ذات۔ (کنزالایمان)

قدرت: یعنی اللہ رب العزت تمام ممکنات پر قادر ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ آیا ہے:

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْر. (۵)

---

(۱) سورۂ ق: آیت: ۱۶

(۲) مقدمہ المعتقد والمنتقد، از: علامہ فضل الرسول بدایونی، مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی

(۳) الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابو حنیفہ: ص ۲۱: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

(۴) سورۂ رحمٰن: آیت: ۲۶۔۲۷

(۵) سورۂ آل عمران: آیت: ۱۸۹

ترجمہ: اور اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔(کنزالایمان)

وہ جو چاہے کر سکتا ہے کہ ہر چیز پر اس کی قدرت غالب ہے۔ہاں !مگر یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں اور محال تحت قدرت نہیں، محال پر قدرت ماننا اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا انکار ہے[۱] مثلاً: یہ کہنا کہ ''اللہ جھوٹ بول سکتا ہے'' کفر ہے کیوں کہ خدا کے لیے ہر قسم کا عیب محال ہے؛جیسے: جھوٹ،جہل، بھول، ظلم،بے حیائی وغیرہ تمام برائیاں خدا کے لیے محال ہیں اور جو یہ مانے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے لیکن بولتا نہیں تو گویا وہ یہ مانتا ہے کہ خدا عیبی تو ہے لیکن اپنا عیب چھپائے رہتا ہے پھر ایک جھوٹ ہی پر کیا ختم؟ سب برائیوں کا یہی حال ہو جائے گا کہ اس میں ہیں تو لیکن کرتا نہیں۔ جیسے ظلم،چوری،فنا وغیرہ بے شمار عیوب۔[۲]

لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ بولنا محال ہے اس لیے کہ ہر عقل مند کے نزدیک جھوٹ عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالی کے لیے محال ہے[۳] نیز اس کا علم بھی اسی کی طرح قدیم ہے[۴] یعنی دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے،ہو رہا ہے اور جو ہو گا سب کا علم اللہ رب العزت کو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا،چیزیں بدلتی رہتی ہیں لیکن اس کا علم نہیں بدلتا،دلوں کے خطروں اور وسوسوں کی اس کو خبر ہے،اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں[۵]، لیکن محدود ذہن سے پاک ہے۔

---

(۱) قانون شریعت،از: مفتی شمس الدین جونپوری:ص۱۹، مطبوعہ فرید بک سٹال،لاہور

(۲) قانون شریعت،از: مفتی شمس الدین جونپوری:ص۲۰، مطبوعہ فرید بک سٹال،لاہور

(۳) شرح عقائد بحوالہ قانون شریعت،از: مفتی شمس الدین جونپوری:ص۲۱، مطبوعہ فرید بک سٹال،لاہور

(۴) الفقہ الاکبر،از: امام اعظم ابو حنیفہ:ص۲۲: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت،پاکستان

(۵) قانون شریعت،از: مفتی شمس الدین جونپوری:ص۱۹، مطبوعہ فرید بک سٹال،لاہور

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر موجود کو دیکھتا ہے لیکن آنکھ سے پاک ہے، دلوں کی آوازوں کو بھی سننے والا ہے لیکن کان سے پاک ہے کیوں کہ یہ سب اجسام ہیں اور اللہ عزوجل اجسام سے پاک ہے۔[۱] لہٰذا وہ زمان و مکان، طرف وجہت، شکل و صورت، وزن و مقدار، زیادتی و نقصان، حلول و اتحاد، توالد و تناسل، حرکت و انتقال، تغیر و تبدل وغیرہا جملہ اوصاف و احوال جسم سے پاک ہے[۲] یہی وجہ ہے اللہ رب العزت کے لیے انسان کی طرح آنکھ، کان، قلب، ذہن، ہاتھ، اور پیر کہنا کفر ہے کہ اللہ رب العزت کی طرح کوئی چیز نہیں[۳] اور قرآن و حدیث میں جو بعض ایسے الفاظ آئے ہیں مثلاً: ید، وجہ، ضحک وغیرہا جن کا ظاہر جسمیت پر دلالت کرتا ہے ان کا ظاہری معنیٰ مراد لینا گمراہی و بدمذہبی ہے[۴]۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے[۵] کہ محدود جسم و جسمانیت کے ساتھ حاضر ہونا یہ انسان کی صفت ہے۔ اللہ رب العزت کے لیے اس کی جگہ شہید و بصیر کا لفظ مستعمل ہے[۶]۔

اللہ رب العزت کی ذات بڑی بزرگی والی ہے، وہ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے کسی بھی چیز کی طرح نہیں ہے اور نہ ہی اس کی پیدا کردہ چیزوں میں سے کوئی چیز اس کی طرح ہے۔ جس پر واضح دلیل اللہ کا فرمان: لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ[۷]

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں۔ (کنزالایمان)

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) قانون شریعت، از: مفتی شمس الدین جونپوری: ص۱۸، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور

(۳) سورۂ شوریٰ: آیت: ۱۱

(۴) قانون شریعت، از: مفتی شمس الدین جونپوری: ص۱۸، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور

(۵) فتاویٰ فیض الرسول، ج۱، ص۳، مطبوعہ دار الاشاعت فیض الرسول، براؤں شریف

(۶) سورہ بقرہ: آیت؛ ۱۱۰

(۷) سورہ شوریٰ: آیت: ۱۱

اسی لیے ذات باری تعالیٰ کے لیے ہر لفظ بہت سوچ سمجھ کر بولا کریں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں ادنیٰ گستاخی کفر ہے بلکہ نام الٰہی کی توہین بھی کفر ہے [۱]۔

سوالات وجوابات

سوال: ''اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ مکان وجہت اور بیٹھنے وغیرہا تمام عوارضِ جسم وجسمانیت اور عیوب و نقائص سے پاک ہے، یہ لفظ سخت گمراہی کا معنٰی دیتا ہے [۲] لہٰذا توبہ کر کے آئندہ ایسے الفاظ بولنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

سوال: اللہ کو ''اوپر والا'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے '' اوپر والا '' کہنا کفر ہے کیوں کہ اس لفظ سے اس کے لیے سمت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات سمت سے پاک ہے چوں کہ اللہ تعالیٰ مکان میں ہونے سے پاک ہے اور جب وہ مکان میں ہونے سے پاک ہے تو جہت سے بھی پاک ہے۔ اوپر اور نیچے ہونے سے بھی پاک ہے لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کو اوپر والا قرار دے اسے کافر کہا جائے گا لیکن اگر کوئی شخص یہ جملہ بلندی وبرتری کے معنٰی میں استعمال کرے تو کہنے والا کافر نہیں ہوگا مگر یہ قول بہت بُرا ہے اس کے کہنے سے باز آنا بہت ضروری ہے۔ [۳]

سوال: اللہ تعالیٰ کے لیے ''ہیں'' جیسے: '' فرماتے ہیں '' کہنا کیسا ہے؟

جواب: تعظیم کی نیت سے درست ہے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جمع کا صیغہ مثلاً فرماتے ہیں، بخشتے ہیں، وغیرہ استعمال کرنے سے بچنا چاہیے کہ ہر طرح سے اللہ

---

(۱) بحر الرائق، از: علامہ زین الدین: ج ۵، ص ۲۰۳، مطبوعہ کوئٹہ

(۲) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۲۹، ص ۱۳۹

(۳) فتاویٰ فیض الرسول، ج ۱، ص ۳، مطبوعہ دار الاشاعت فیض الرسول، براؤں شریف

تعالیٰ کی شانِ یکتائی کو ظاہر کرنے کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے۔ مسلمانوں میں یہی رائج ہے اس لیے نئے طریقے سے بچنا بہت ضروری ہے۔(۱)

سوال: اللہ تعالیٰ کو ''اللہ میاں'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو ''اللہ میاں ''کہنا منع ہے کہ اس کے تین معانی ہیں ان میں دو اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہیں لہٰذا ''اللہ میاں کہنا ممنوع ہے''(۲) اللہ کی ذات نہایت ہی ارفع و اعلیٰ ہے اس کو اللہ تبارک و تعالیٰ، اللہ رب العزت، اللہ عزوجل جیسے ناموں سے پکارا جائے۔

سوال: رام کو بھی خالق ماننا اور یہ کہنا کہ '' رام و رحیم ایک ہیں'' کیسا ہے؟

جواب: رام کو خالق ماننا صریح کفر ہے کہ اللہ وحدہٗ لا شریک لہ ہے اس کی کسی بھی صفت میں کسی کو شریک کرنا کفر ہے۔ اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ رام و رحیم ایک ہیں وہ کافر و مرتد ہو جائے گا، اس کی تمام نیکیاں برباد ہو جائیں گی کیوں کہ رام ایک انسان کا نام ہے جو مخلوق ہے اللہ عزوجل خالق ہے دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟(۳)

اپنی کاپی میں جواب لکھیں!

سوال: اللہ رب العزت کی وحدانیت پر ایک آیت ترجمہ کے ساتھ لکھیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات کتنی ہیں؟

سوال: کیا اللہ جل جلالہ یہ بھی جانتا ہے کہ ہم کل کیا کریں گے؟

سوال: کیا اللہ عزّوجلّ جھوٹ بولنے پر قادر ہے؟

سوال: تین ایسے الفاظ لکھیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا جائز نہیں ہے۔

---

(۱) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج۱؛ ص ۱۳۱، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

(۲) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۱۴، ص ۶۱۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج۱؛ ص ۱۹۲، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

﴿مشکل الفاظ کے معانی﴾

الفاظ	معانی
محیط	گھیرے ہوئے، احاطہ کئے ہوئے
صفات	صفت کی جمع، یعنی خاصیت، خصلت، عادت پہچان
محال	ناممکن
الوہیت	الٰہ ہونا، معبود ہونا
عیب ونقص	برائی اور کمی
جہل	بے علمی، ناواقفی، جہالت
توالد وتناسل	اولاد پیدا ہونا اور نسل چلانا
حلول واتحاد	ایک چیز کا دوسری چیز میں اس طرح داخل ہونا کہ دونوں میں فرق نہ ہو سکے
حرکت وانتقال	کسی چیز کا اپنی جگہ تبدیل کرنا، ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا
تغیر وتبدل	تبدیلیاں، فرق
ید، وجہ، ضحک	ہاتھ، چہرہ، ہنسنا
ارفع واعلیٰ	نہایت بلند، عالی مرتبہ

سبق نمبر [٢]

دنیا کا خالق کون ہے؟

دنیا کی تعریف: اَلْعَالَمُ اَیْ مَا سِوَی اللّٰہِ تَعَالٰی .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ دنیا ہے۔

اتنی بڑی دنیا جس میں سات آسمان اور زمین کی کئی پرتیں، لہلہاتے باغات، رنگ برنگی تتلیاں، خوبصورت پھول، طرح طرح کے پھل اور قسم قسم کے جانور نیز مختلف رنگوں کے انسان بستے ہیں۔ یہ سب چیزیں ہمیشہ سے نہیں ہیں اور نہ ہی خود بخود پیدا ہوئی ہیں بلکہ ان سب کا پیدا کرنے والا ''اللہ تعالیٰ'' ہے، جس کے ارادۂ تخلیق کے بغیر کوئی چیز پیدا نہیں ہو سکتی، ہر چیز اسی کے بنائے بنی ہے۔ جو دنیا میں کسی چیز کو ہمیشہ سے مانے یا اس کے موجود ہونے اور اس کے بعد اس کے فنا ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے کیوں کہ قدیم ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔[١]

آپ خود غور کریں!

آپ نے کبھی زمین و آسمان، چاند و سورج کو ٹھہرے دیکھا؟ چاند کبھی سورج کے رہتے ہوئے نکلتا ہے؟ سورج کبھی چاند کی موجودگی میں روشنی بکھیرتا ہے؟ کبھی رات اور دن ایک ساتھ جمع ہوئے ہیں؟

---

(١) متن العقیدۃ الطحاویہ، از: امام الطحاوی: ص٨، مطبوعہ دار ابن حزم

نہیں! ایسا کبھی نہیں ہوا بلکہ چاند و سورج اپنے اپنے وقتِ مقررہ پر ہی نمودار ہوتے ہیں یعنی یہ دنیا ایک منظم طریقے سے چل رہی ہے جس کی رفتار ہی ہمیں یہ بتاتی ہے کہ دنیا کا چلانے والا ضرور کوئی ہے جو ہر وقت، ہر گھڑی موجود ہے، اس کی صفت ہے:

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ.[1]

ترجمہ: اسے نہ نیند آئے نہ اونگھ۔ (کنزالایمان)

وہی سب کو زندگی اور موت دینے والا ہمارا اللہ تعالیٰ ہے۔[2] نیز دنیا کے اسی نظام سے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں جو اللہ کے ساتھ دنیا کو پیدا کرنے میں کسی کو شریک مانے وہ مشرک ہے۔[3]

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا سے بے پرواہ ہے، دنیا کو پیدا کرنے میں اس کا کوئی فائدہ یا غرض نہیں، اسے پیدا کرنے میں نہ کوئی اس کا فائدہ اور پیدا نہیں کرنے میں بھی اس کا کوئی نقصان نہیں کہ اس کو کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچتا اور نہ ہی کوئی پہنچا سکتا ہے۔[4]

سوالات و جوابات

سوال: کیا دنیا خود بخود بن گئی؟

جواب: جی نہیں! دنیا کا بنانے والا ''اللہ تعالیٰ'' ہے کہ زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، قرآن میں واضح بیان ہے:

---

(۱) سورۂ بقرہ: آیت: ۲۵۵

(۲) سورۂ ملک: آیت: ۲

(۳) سورۂ زمر: آیت: ۶۲

(۴) قانون شریعت، از: مفتی شمس الدین جونپوری: ص ۲۰، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا.[۱]

ترجمہ: اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بنایا۔(کنزالایمان)

سوال: کیا اللہ رب العزت نے ہمیں بھی پیدا کیا؟

جواب: جی ہاں! حقیقتاً ہر انسان کو پیدا کرنے والا اللہ رب العزت ہی ہے۔ جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ.[۲]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں پیدا کیا۔(کنزالایمان)

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا اور دنیا کی ہر چیز اور ہر انسان کا خالق ہے اسی طرح ہمارے اعمال و افعال (کاموں) کا بھی حقیقتاً وہی خالق ہے۔[۳]

سوال: اللہ تعالیٰ اور کس کس چیز کا پیدا کرنے والا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علاوہ تمام دنیا اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے؛ سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَ ھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَکِیْلٌ۔[۴]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے۔

سوال: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ تنہا اللہ تعالیٰ دنیا کو پیدا کرنے اور چلانے والا ہے؟

جواب: ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے چلنے والی دنیا کے نظام سے یہ معلوم

---

(۱) سورۂ سجدہ: آیت؛ ۴

(۲) سورۂ نساء: آیت؛ ۱

(۳) قانون شریعت، از مفتی شمس الدین جونپوری: ص ۱۸، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور

(۴) سورۂ زمر: آیت؛ ۶۲

ہوتا ہے کہ تنہا اللہ تعالیٰ اس دنیا کو پیدا کرنے والا اور چلانے والا ہے۔ اگر کوئی دوسرا بھی خالق ہوتا تو ضرور دن و رات کے نظام میں فرق آجاتا یا سورج و چاند کی رفتار تیز ہو جاتی یا کبھی دھیمی ہو جاتی لیکن جب سے دنیا بنی ہے کبھی ایسا نہیں ہوا تو اس سے سمجھ میں آیا کہ پوری کائنات کو چلانے والا ضرور ایک ہی مالک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اس کو بھی ہمارے رب ہی نے ہمیں سمجھایا ہے وہ اس طرح:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا.(۱)

ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور آسمان و زمین تباہ ہو جاتے۔ (کنزالایمان)

سوال: اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دوسری تمام چیزوں کو کیوں پیدا فرمایا؟

جواب: اپنا فضل و عدل قدرت و کمال ظاہر کرنے کے لیے مخلوق کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بہت سی حکمتیں ہیں ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔(۲)

اپنی کاپی میں جواب لکھیں!

سوال: جو کہتے ہیں دنیا خود سے وجود میں آگئی کیا وہ لوگ حق پر ہیں؟

سوال: دنیا خود بخود نہیں بن گئی اس کو آپ اپنے انداز میں سمجھائیں۔

سوال: جو مانے کہ "دنیا ہمیشہ سے ہے" اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو بھی خالق ماننا کیسا ہے؟

سوال: اللہ تعالیٰ کے بارے میں پانچ عقائد تحریر کریں۔

---

(۱) سورۂ انبیاء: آیت: ۲۲

(۲) قانون شریعت، از: مفتی شمس الدین جونپوری: ص ۲۰، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
ارادۂ تخلیق	پیدا کرنے کا ارادہ
وجود	زندگی، ہستی
منظم	انتظام کے ساتھ
نظام	بندوبست، انتظام

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۳]

انبیائے کرام علیہم السلام کی عظمت

انبیائے کرام علیہم السلام کی عظمت بہت بلند ہے۔ انبیائے کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے بھی افضل ہیں[۱] جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل یا برابر بتائے وہ کافر ہے۔[۲] ہمارے لیے ہر نبی پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم کرنا فرض ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے کہ اللہ رب العزت نے مؤمنین کی صفات کے متعلق فرمایا:

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ . لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ .[۳]

ترجمہ: سب (مسلمان) نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ (کنزالایمان)

کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب یا تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے۔[۴] کیوں کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے حضور عزت والے ہیں، اللہ رب العزت نے انبیائے کرام

---

(۱) شرح المقاصد، از: علامہ سعد الدین تفتازانی، ج۳، ص۳۲۱ مطبوعہ دار الکتب علمیہ، بیروت

(۲) المعتقد والمستقد، از: علامہ فضل الرسول بدایونی، ص۱۲۵، مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی

(۳) سورۂ بقرہ: آیت: ۲۸۵

(۴) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج۱۵، ص۵۸۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

علیہم السلام کو پوشیدہ باتوں کا علم دیا یہی وجہ ہے کہ ان کو "نبی" کہتے ہیں کہ نبی کا معنٰی ہی ہے "پوشیدہ باتوں کی خبریں دینے والا"[۱] جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اور قیامت تک ہوگا ان سب کا علم اگلے انبیاے کرام کو بھی عطا ہوا تھا اور اللہ رب العزت نے تمام مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْن (جو ہو چکا ہے اور جو ہوگا) کو اپنے محبوبوں کے پیش نظر فرما دیا، مثلاً: مشرق سے مغرب، زمین سے آسمان تک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہزارہا برس پہلے اس کو ایسے دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں، اہل ایمان کے نزدیک واضح ہے کہ اللہ رب العزت جو چاہے کر سکتا ہے، وہ ہر چاہے پر قادر ہے تو اس نے چاہا اور نبیوں کو وہ چیزیں بھی دکھا اور بتا دی ہیں جو عام لوگ نہیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ جان سکتے ہیں، اس وجہ سے کہ انبیاے کرام علیہم السلام کی عزت عام لوگوں کے مقابل بہت بلند ہے۔[۲]

لہٰذا جو بندہ ان کے علم غیب کا سرے سے انکار کرے یا عطاے علم غیب میں معمولی شک کرے وہ کافر ہو جائے گا کہ حضور ﷺ اور دیگر انبیاے کرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا ہے جس کو ماننا ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا انکار کفر ہے[۳]۔

اسی طرح جو کسی نبی سے بغض رکھے وہ کافر ہے کہ قرآن مجید کا کھلا اعلان ہے:

مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ.[۴]

ترجمہ: جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا تو دشمن ہے اللہ کافروں کا۔ (کنز الایمان)

---

(۱) المنجد ۷۴۸، مصباح اللغات ۸۴۸

(۲) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۲۹، ص ۴۹۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) جاء الحق وزہق الباطل، از: مفتی احمد یار خان: حصہ ۱، ص ۳۹، مطبوعہ محمدی بک ڈپو، دہلی

(۴) سورۂ بقرہ: آیت: ۹۸

انبیاے کرام علیہم السلام کی گستاخی کرنا ان کو بری باتوں اور بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، اسی طرح ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک چوہڑے، چمار کے مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے۔[۱] مسلمانوں کو تو یہ چاہیے کہ جب بھی کسی نبی کا نام لیں بڑے ادب سے لیں اور ان کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' لگایا کریں، مثلاً: حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ۔

اسی طرح جو یہ کہے کہ انبیاے کرام نے تقیہ (یعنی خوف کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے احکام خداوندی کو نہیں پہنچایا) وہ کافر ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاے کرام علیہم السلام پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے انھوں نے وہ سب پہنچا دیا بغیر کسی بھول، چوک اور خطا کے اس وجہ سے کہ انبیاے کرام علیہم السلام سے احکامِ تبلیغیہ میں بھول چوک محال ہے[۲] کیوں کہ انبیاے کرام معصوم ہوتے ہیں[۳] یعنی تمام انبیاے کرام علیہم السلام تمام چھوٹے بڑے گناہوں، کفر اور ہر وہ چیز جسے لوگ بری سمجھتے ہیں ان سے پاک ہوتے ہیں۔[۴] اور عصمتِ انبیا کا معنیٰ ہی یہ ہے کہ ان کے لیے حفظ الٰہی کا وعدہ ہولیا ہے جس کے سبب ان سے گناہ وخطا شرعاً محال ہے۔[۵] ان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور اس کے احکام کے تبلیغ میں گزرتی ہے۔

یاد رہے کہ انبیاے کرام پر ایک لمحہ کے لیے موت طاری ہوئی پھر وہ بدستور زندہ ہیں۔

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۵۶، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۴۲۱و۴۲۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) المعتقد والمنتقد، از: علامہ فضل الرسول بدایونی، ص۱۱۰، مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی

(۴) الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابو حنیفہ: ص۲۴: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

(۵) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۳۷، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

انبیاے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، جیساکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ.(۱)

ترجمہ: بے شک اللہ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں۔

جو شخص انبیاے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ کہے کہ "انبیا مرکر مٹی میں مل گئے ہیں" وہ گمراہ، بددین، خبیث، مرتکبِ توہین ہے۔(۲)

یہاں تک جتنے فضائل و عقائد بیان کیے گئے یہ تمام انبیاے کرام علیہم السلام کے لیے عام ہیں کیوں کہ تمام انبیاے کرام علیہم السلام باعتبار نبوت برابر ہیں۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ.(۳)

ترجمہ: ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔(کنزالایمان)

لیکن ان کے درجات مختلف ہیں بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ.(۴)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔(کنزالایمان)

---

(۱) سنن ابن ماجہ، از: امام ابوعبداللہ: ج ۲، ص ۲۹۱، الحدیث ۱۶۳۸، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۵۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) سورۂ بقرہ: آیت: ۲۸۵

(۴) سورۂ بقرہ: آیت؛ ۲۵۳

اور سب میں بشمول خلیل و کلیم علیہما السلام سے افضل ہمارے آقا کریم ﷺ ہیں[۱] حضور ﷺ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا، اِن حضرات کو مرسلین اُولو العزم (یعنی بلند و بالا) کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیا و مرسلینِ انس و ملک و جن و جمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔[۲]

سوالات و جوابات

سوال: نبی کسے کہتے ہیں؟ نیز رسول کے کیا معانی ہیں؟

جواب: نبی اس بشر کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔[۳] اور رسول کے معنیٰ ہیں خدا کے یہاں سے بندوں کے پاس خدا کا پیغام لانے والا، قاصد، پیغام رساں نیز واضح رہے کہ رسول بشر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ فرشتوں میں بھی رسول ہوتے ہیں۔

سوال: کیا صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور اولیا و علماے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام اگلی امتوں کے انبیا سے افضل ہیں؟

جواب: ہرگز نہیں، تمام انبیاے کرام تمام مخلوق سے افضل ہیں صحابی، ولی، عالم کتنے بھی بڑے رتبے والے کیوں نہ ہوں کسی بھی نبی کے برابر نہیں ہوسکتے۔ جو کسی غیر نبی کو کسی بھی نبی سے افضل یا برابر جانے وہ کافر ہے۔[۴]

سوال: غیر نبی کے ساتھ ''علیہ السلام'' لکھنا اور بولنا کیسا ہے؟

---

(۱) المعتقد والمنتقد، از: علامہ فضل الرسول بدایونی، ص ۱۲۳، مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ ۱؛ ص ۵۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) ایضاً ص ۲۸

(۴) ایضاً ص ۴۷

جواب: منع ہے، مسلمانوں کے درمیان ''علیہ السلام'' کو انبیاو ملائکہ کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے، مثلاً: حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام۔ لہذا نبی اور فرشتے کے علاوہ کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' نہیں لکھنا بولنا چاہیے۔ (۱)

سوال: علیہ السلام، صلی اللہ علیہ وسلم کی تصغیر کرکے 'ع' اور 'صلعم' لکھنا کیسا ہے؟

جواب: درود و سلام کے بدلے 'صلعم'، 'عم' یا 'ع' وغیرہ لکھنا سخت حرام ہے۔ (۲)

سوال: انبیاے کرام علیہم السلام کی کل تعداد کتنی ہے؟

جواب: انبیاے کرام علیہم السلام کی کوئی خاص تعداد معین نہیں ہے اور تعداد معین کرنا جائز بھی نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور کسی ایک تعداد پر ایمان رکھنے میں کسی نبی کو نبوت سے خارج کرنا یا غیر نبی کو نبی جاننے کا امکان ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں لہذا یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ (۳)

اپنی کاپی میں جواب لکھیں!

سوال: نبی کن بزرگ ہستیوں کو کہتے ہیں اور لفظ رسول کے کیا معانی ہیں؟

سوال: جو صرف کسی ایک نبی کو مانے باقی تمام انبیاے کرام علیہم السلام کا انکار کرے اور ان کی گستاخی کرے کیا وہ مؤمن ہو سکتا ہے؟

سوال: انبیاے کرام علیہم السلام کے علم غیب عطائی کا سرے سے انکار کرنا کیسا ہے؟

---

(۱) فتاویٰ امجدیہ، از: صدر الشریعہ: ج۴، ص ۲۴۳۔۲۴۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ ۳؛ ص ۵۳۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) ایضاً حصہ ۱؛ ص ۵۲

سوال: انبیاے کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی ایک نبی کی توہین کرنا کیسا ہے؟

سوال: انبیاے کرام علیہم السلام کے متعلق پانچ ایسے عقائد تحریر کریں جو کفریہ ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
ادنیٰ توہین	ذرا سی بے ادبی
تکذیب	جھٹلانا
تحقیر	بے حرمتی، حقیر سمجھنا
اللہ تعالیٰ کے حضور	اللہ تعالیٰ کے نزدیک
احکام تبلیغیہ	شریعت کے احکام
سہو و نسیان	بھول چوک
خلیل و کلیم	حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
جمیع مخلوقاتِ الٰہی	اللہ کی تمام مخلوق
بشر	آدمی، انسان

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۴]

انبیاے کرام کے معجزات

وہ عجیب و غریب کام جو عادتاً ناممکن ہو لیکن انبیاے کرام علیہم السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے اور منکروں کے سامنے اپنی نبوت کو منوانے کے لیے امرِ محال کو خداداد قوتوں سے ممکن کر کے دکھاتے ہیں اسے ”معجزہ“ کہا جاتا ہے، جیسے پتھر سے اونٹنی پیدا کرنا، لاٹھی کو سانپ بنا دینا، چاند کو دو ٹکڑے کرنا، ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹانا، مبارک انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری کرنا وغیرہ۔ لہٰذا ان محال اور ناممکن کاموں کو جو اپنی ناقص عقل میں لانے کی کوشش کرے اور جب عقل میں نہ آسکے تو ان کا انکار کر دے وہ ضرور کافر ہے کہ معجزاتِ انبیا کو مطلقاً غلط بتانا اور ان کا سرے سے انکار کر دینا کفر ہے۔[۱]

واضح رہے کہ معجزات، انبیاے کرام کے تحتِ قدرت ہیں[۲] یعنی جب ان سے کوئی منکر، معجزہ طلب کرے تو وہ دکھا سکتے ہیں اور یہ قدرت و قوت صرف انبیاے کرام کے ساتھ خاص ہے۔ اگر اب حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ کافر و مرتد خارج از اسلام ہے اور جو اس کذاب سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے کہ اسے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں شک ہوا تبھی تو معجزہ مانگا؛ لیکن

(۱) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۱۴، ص ۳۲۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج ۱؛ ص ۵۶۱، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

اگر کوئی اس کاذب و ملعون کو عاجز و رسوا کرنے کے لیے معجزہ طلب کرے تو وہ کافر نہ ہوگا[۱] کیوں کہ جو شخص نبی نہ ہو اور نبوت کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ کرکے کوئی محالِ عادی (جو عام انسان نہیں کر سکتا) کام اپنے دعویٰ کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا، ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہیں رہے گا۔[۲]

اب دیکھیے قرآن مجید کے چند معجزات کا تذکرہ کہ جن پر ایمان لانا ضروری اور ان کا انکار کرنا کفر ہے۔

معجزۂ معراج:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کے تھوڑے سے وقت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے جانا، معجزۂ معراج کہلاتا ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا.[۳]

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ (کنزالایمان)

سفر معراج کے تین حصے ہیں:

(۱) اسریٰ (۲) معراج (۳) اعراج یا عروج۔

ان تینوں حصے کے متعلق مختلف عقائد ہیں؛ جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔ **اسریٰ:** قرآن پاک کے نصِ قطعی سے ثابت ہے چناں چہ پارہ ۱۵/ سورہ الاسریٰ کی ابتدائی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۱۴، ص ۷۱۸، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۵۷، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) سورۂ اسراء: آیت: ۱

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا. (۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ (کنزالایمان)

لٰہذا مکہ مکرمہ سے حضور ﷺ کا بیت المقدس تک رات کے مختصر حصے میں تشریف لے جانا قرآن شریف سے ثابت ہے۔اس کا منکر کافر ہے۔

۲۔ **معراج:** یعنی اس کے آگے آسمانوں کی سیر اور منازل قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ، مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے۔

۳۔ **عروج یا اعراج:** یعنی حضور ﷺ کا سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی کرنے اور فوق العرش جانے کا انکار کرنے والا گنہگار ہے۔

معراج شریف بحالت بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی، یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحاب رسول ﷺ کی کثیر جماعتیں اور حضور ﷺ کے اجلۂ اصحاب علیہم الرضوان اسی کے معتقد ہیں۔ (۲)

دہکتی آگ کا گل گلزار ہو جانا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے دہکتی ہوئی آگ کا گل گلزار ہو جانا، اس پر بھی قرآن شاہد ہے:

قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ. (۳)

ترجمہ: ہم نے فرمایا: اے آگ! ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔ (کنزالایمان)

---

(۱) سورۂ انبیاء: آیت: ۶۹۔

(۲) ملخصًا خزائن العرفان، از: مفتی احمد یار خان نعیمی، ص ۴۸۰، مطبوعہ، تاج کمپنی، لاہور۔

(۳) سورۂ اسراء: آیت: ۱۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ ہو جانا، ہاتھ کا روشن ہو جانا، یہ بھی قرآن سے ثابت ہے:

فَاَلْقٰی عَصَاہُ فَاِذَا ھِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ۔ وَ نَزَعَ یَدَہٗ فَاِذَا ھِیَ بَیْضَاءُ لِلنّٰظِرِیْنَ . (۱)

ترجمہ: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا وہ فوراً ایک ظاہر اژدہا ہو گیا اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا۔ (کنزالایمان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا، پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا، اس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

وَ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ . اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ . اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ وَ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ . اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ. (۲)

ترجمہ: اور (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمھارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمھارے رب کی طرف سے کہ میں تمھارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے، اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور

---

(۱) سورۂ اعراف: آیت: ۱۰۷-۱۰۸

(۲) سورۂ آل عمران: آیت: ۴۹

میں مردے جِلا تا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، بے شک ان باتوں میں تمھارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔(کنزالایمان)

پتھر سے اونٹنی کا نکلنا:

حضرت صالح علیہ السلام کا پتھر سے اونٹنی نکالنا، اس کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں کچھ اس طرح ہے:

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً. (۱)

ترجمہ: یہ اللہ کا ناقہ ہے تمھارے لیے نشانی۔(کنزالایمان)

سوالات وجوابات

سوال: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارکہ کے کچھ معجزے بیان کریں!

جواب: حضور ﷺ کے چند اعضائے مبارکہ کے کچھ معجزے یہ ہیں:

بال مبارک کے معجزے:

بال شریف کا معجزہ یہ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رہا تو ان کو ہمیشہ دشمنوں پر فتح ہوتی رہی۔ ہرقل کی پگڑی میں رہا تو اس کے سر کے درد کو آرام رہا۔ حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں حضور ﷺ کے بال شریف رکھ دیئے جائیں تاکہ قبر کی مشکل آسان ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر میری آنکھوں اور لبوں پر سلطانِ دوجہاں ﷺ کے ناخن

---

(۱) سورۂ اعراف: آیت؛۷۳

اور بال شریف رکھ دیئے جائیں تاکہ حسابِ قبر میں آسانی ہو۔

معلوم ہوا کہ بال مبارک قبر کی مشکل آسان کرتے ہیں ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیماروں کو بال مبارک کا غسل شدہ پانی پلایا کرتے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر ایک بار بال مبارک پہنچ گئے تو انھوں نے ساری رات ملائکہ کی تسبیح و تہلیل سنی۔

مبارک آنکھوں کے معجزے:

آنکھ شریف کا معجزہ یہ کہ قیامت تک کے واقعات کو دیکھا، جنت و دوزخ، عرش و کرسی کو ملاحظہ فرمایا، بلکہ خود اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ نمازِ کُسوف میں جنت و دوزخ کو مسجد کی دیوار میں دیکھا۔ پیچھے مقتدی جو کچھ کریں اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

ناک مبارک کا معجزہ:

ناک مبارک کا معجزہ یہ کہ محبت کی خوشبو یمن سے آتی ہوئی محسوس کرلی۔

زبان مبارک کا معجزہ:

زبان مبارک کا معجزہ یہ کہ جن کی ہر بات وحیِ خدا اور وہ زبان جو کہ کُن کی کُنجی ہے۔

لعاب دہن کے معجزے:

منہ کے لعاب (تھوک شریف) کا معجزہ یہ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر ہانڈی میں ڈال دیا تو ہانڈی کی ترکاری میں برکت ہوئی۔ آٹے میں ڈال دیا تو چار سیر آٹا سینکڑوں آدمیوں نے کھایا پھر بھی اُتنا ہی رہا۔ خیبر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دکھتی آنکھ میں لگا دیا تو آنکھ کو آرام ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں غار میں سانپ نے کاٹا اس پر لگا دیا تو انھیں آرام مل گیا۔ کھارے کنویں میں ڈال دیا تو اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔

ہاتھ مبارک کے معجزے:

ہاتھ مبارک کے معجزات میں سے یہ ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ایک مٹھی کنکر کفار کو مارا تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ "آپ نے نہ پھینکی بلکہ ہم نے پھینکا"۔ اس ہاتھ سے بیعت لی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "ان کے ہاتھوں پر ہمارا ہاتھ ہے"۔

انگلی مبارک کے معجزے:

انگلیوں کا معجزہ بھی بڑا خوب صورت ہے کہ ایک پیالہ پانی میں انگلیاں رکھ دیں تو اس سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ انگلی ہی کے اشارے سے چاند چیر دیا۔

پاؤں مبارک کے معجزے:

پاؤں مبارک کا بھی معجزہ دلنشیں ہے کہ پتھر پر چلیں تو پتھر ان کا اثر لے لے اور انھیں قدموں سے فرش پر بھی چلیں اور عرش پر بھی۔

غرض کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر ہر عضو پاک اور ہر ہر بال مبارک، رب تعالیٰ کے پہچاننے کی دلیل ہے اور ان کے بے شمار معجزات ہیں۔ پسینہ مبارک معجزہ کہ جس میں گلاب سے بہتر خوشبو ہے۔ جاگنا اور سونا معجزہ کہ ہر ایک کی نیند وضو توڑ دے مگر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند وضو نہیں توڑتی۔ تمام جسم پاک سایہ سے محفوظ کہ سایہ بھی کسی کے قدم کے نیچے نہ آئے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور بھی بہت سے معجزے ہیں جن کا ظہور مختلف اوقات میں ہوا۔ غرض کہ ہر وصف معجزہ اور ہر حالت رب تعالیٰ کی قدرت و معرفت کی دلیل ہے۔ (۱)

سوال: کیا اولیاء اللہ سے بھی معجزے کا صدور ہوتا ہے؟

---

(۱) ملتقطاً صراط الجنان، از: مفتی محمد قاسم عطاری: تحت سورہ نساء آیت ۱۷۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی

جواب: جی نہیں ، اولیاء اللہ خدا داد قوتوں سے جو خلاف عادی امور انجام دیتے ہیں اسے معجزہ نہیں ''کرامت'' کہتے ہیں۔ اولیاے کرام سے کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ اولیاے کرام کی کرامت بھی حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے(۱)۔

سوال: کفار کے پیشواؤں سے اگر کوئی خلاف عادت فعل واقع ہو تو اسے کیا کہتے ہیں ؟

جواب: کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو'' **استدراج** '' کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو ''اہانت''۔(۲)

اپنی کاپی میں جواب لکھیں

سوال: معجزہ، کرامت اور استدراج و اہانت کی تعریف لکھیں۔

سوال: معجزہ کا سرے سے انکار کرنا کیسا ہے ؟

سوال: جھوٹے مدعیِ نبوت سے خلاف عقل امر طلب کرنا کیسا ہے ؟

سوال: پانچوں اولو العزم انبیاے کرام علیہم السلام کے مذکورہ معجزات کے علاوہ چند معجزات مختصراً تحریر کریں۔

سوال: کرامت کا مطلقًا انکار کرنا کیسا ہے ؟

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
خداداد	اللہ کی دی ہوئی، رب کی عطا کردہ

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۲۶۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۵۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

نقائص	نقص کی جمع یعنی کمی، کوتاہی، عیب، برائی
تحت قدرت	اختیار میں
کاذب وملعون	جھوٹا، لعنتی یعنی جس پر پھٹکار و دھتکار ہو۔
عاجز ورسوا	بے بس ومجبور اور ذلیل وشرمندہ
اژدہا	بڑا سانپ
سفید داغ	ایسی بیماری جس میں جسم کے ظاہری اعضا پر سفید رنگ کے نشانات ہوجاتے ہیں
ہرقل	ملک روم کے بادشاہ کا نام
عضو	جسم کا کوئی حصہ
امور انجام دینا	کام کرنا، معاملات طے کرنا

سبق نمبر [۵]

نبی کریم ﷺ کی نرالی شان

آقائے کریم ﷺ کی عظمتِ شان تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے نرالی ہے۔ آپ ﷺ، اللہ رب العزت کے حبیب، اس کے سب سے مقرب بندے اور اس کے نبی اور رسول ہیں۔ [۱] تمام مخلوق الٰہی میں سب سے افضل ہیں بلکہ سید الانبیا و المرسلین ہیں۔ کوئی نبی و رسول حضور ﷺ سے افضل نہیں۔ جو شخص حضور ﷺ کو افضل الانبیا نہ مانے وہ گمراہ ہے [۲] کیوں کہ محال ہے کہ کوئی حضور ﷺ سے افضل یا حضور ﷺ کے مثل ہو [۳]۔ حضور ﷺ تمام انبیا کرام علیہم السلام سے افضل اس اعتبار سے بھی ہیں کہ اور انبیا کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی لیکن حضور اکرم ﷺ تمام مخلوق جن و انس بلکہ ملائکہ، حیوانات و جمادات سب کی طرف مبعوث ہوئے جیسا کہ خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً. [۴]

ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔

نیز مرتبۂ نبوت سے سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم سرفراز کیے

---

(۱) الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابو حنیفہ: ص ۲۴: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

(۲) المعتقد والمنتقد، از: علامہ فضل الرسول بدایونی، ص ۱۲۳، مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی

(۳) المعتقد والمنتقد، از: علامہ فضل الرسول بدایونی، ص ۱۲۶، مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی

(۴) صحیح مسلم، از: امام ابو الحسین مسلم: ص ۲۶۶، حدیث ۵۲۳، مطبوعہ دار المغنی، عرب شریف

گئے، اس پر حضور ﷺ کی حدیث شاہد ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے عرض کیا تھا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَتىٰ وَجَبَتْ لَكَ النُبُوَّة؟

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو نبوت کب عطا کی گئی ؟

تو حضور ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا :

وَ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ.(۱)

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاے کرام علیہم السلام کے بعد مبعوث ہوئے اس میں بھی آپ کی فضیلت ہے کہ آپ کے بعد کسی نئے نبی یا کسی نئی شریعت کی ضرورت ہی نہیں رہی؛ کیوں کہ اللہ رب العزت نے آپ پر سلسلۂ نبوت کو ختم کر دیا؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ.(۲)

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔ (کنزالایمان)

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖين.(۳)

ترجمہ: اور میں نبیوں میں آخر میں تشریف لانے والا ہوں۔

جو بندہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا حضور ﷺ کے بعد

(۱) سنن الترمذی، از: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، الحدیث ۳۶۲۹، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

(۲) سورۂ احزاب: آیت: ۴۰

(۳) صحیح بخاری، از: امام ابو عبد اللہ بخاری: ج ۲، ص ۴۸۵، الحدیث ۳۵۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

کسی کو نبوت ملنا جائز مانے وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کہ حضور ﷺ کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزوِ ایمان و ایقان ہے [۱]۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مدارِ ایمان ہے بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے۔ جب تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ماں، باپ تمام جہاں سے زیادہ نہ ہو آدمی کامل مسلمان نہیں ہو سکتا۔ [۲] یوں ہی حضور اقدس ﷺ کی اطاعت عین اطاعتِ الٰہی ہے کہ اطاعت الٰہی بے اطاعتِ حضور ﷺ ناممکن ہے [۳]۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جزوِ ایمان اور رکنِ ایمان ہے [۴]۔

یاد رہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم جس طرح حیاتِ ظاہری میں تھی اسی طرح اب بھی فرض اعظم ہے [۵] حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کمالِ ادب سے کیا جائے۔ [۶] جب بھی آپ ﷺ کو پکارنا ہو تو ''یا محمدؐ'' نہ کہا جائے بلکہ آپ ﷺ کا منصب ذکر کیا جائے یعنی ''یارسول اللہ ﷺ، یا حبیب اللہ ﷺ، یا نبی اللہ ﷺ'' کہہ کر پکارا جائے [۷] کہ آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں ادنیٰ سی بھی توہین کرنے والا کافر و مرتد ہو جاتا ہے، خود اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کی شان میں توہین کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرمایا:

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج۱۵، ص۵۷۸، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ ۱؛ ص۷۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی
(۳) ایضا
(۴) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج۱۵، ص۱۶۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۵) الشفا، از: قاضی ابو فضل عیاض: ج۲، ص۴۰، مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا
(۶) ایضاً ص۲۵
(۷) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج۳۰، ص۱۵۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ۔[1]

ترجمہ: بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔(کنزالایمان)

چناں چہ حضور ﷺ کی شان میں بڑی احتیاط سے بولنے کی ضرورت ہے کہ ابلیس بھی اولاً نبی کی گستاخی کی وجہ سے ابلیس بنا اور آج بھی یہ کہنا کہ ہم میں اور پیغمبروں میں کیا فرق ہے؟ ہم بھی بشر بلکہ ہم زندہ وہ مردے، یہ سب ابلیسی کلام ہے[2]۔ اسی طرح جو حضور اکرم ﷺ سے بغض رکھتے ہوئے یہ کہے کہ "اگر کوئی شخص نماز کے اندر بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر نماز میں حضور کا خیال آجائے تو نماز تو نماز ایمان کی بھی خیر نہیں" ایسا جملہ کہنے والا توہینِ رسالت اور بُغضِ نبی ﷺ کی وجہ سے ضرور کافر و مرتد، اسلام سے خارج ہے کہ یہ کفریہ جملہ اور سخت توہین ہے۔[3]

یاد رکھیں کہ وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کی ہر بات وحی خدا ہے جن کا ہر عمل بغرض رضائے الٰہی ہے ان کو اگر کوئی مردود گنہگار کہے تو وہ یقیناً کافر و مرتد ہے۔[4]

حضور ﷺ کی تعظیم تو اس حد تک ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو حقارت کی نظر سے دیکھے یا ان کو ہلکا جانے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔[5]

اسی طرح نبی کے علمِ غیب کا سرے سے انکار کرنا یا آپ ﷺ کے علم کو ملک الموت علیہ السلام یا شیطانِ لعین کے علم کے برابر یا کم بتانا کفر ہے کہ ضروریاتِ دین میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو تمام مخلوق کے علم

---

(۱) سورۂ توبہ: آیت:۶۶

(۲) جاء الحق وزہق الباطل، از: مفتی احمد یار خان: حصہ ا، ص۱۶۶، مطبوعہ محمدی بک ڈپو، دہلی

(۳) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج۱۴، ص۲۰۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۴) سورۂ توبہ: آیت:۶۱

(۵) فتاویٰ عالمگیری، از: شیخ نظام الدین: ج۱، ص۱۰۵، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

سے زیادہ جانے۔ (۱)

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام صفاتِ حمیدہ مرحمت فرماکر تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ بنادیا اس کے باوجود اگر کوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عیب تلاش کرے اور آپ کی شان اقدس میں توہین کرے تو وہ ضرور کافر و منافق اور دشمنِ خدا ور سول ہی ہوگا کہ اسے اللہ کے رسول سے دشمنی ہے اور رسولوں سے دشمنی رکھنے والوں کے لیے کھلا اعلان ہے:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ. (۲)

ترجمہ: جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ (کنزالایمان)

سوالات وجوابات

سوال: نبی کریم ﷺ کا مختصر تعارف پیش کریں!

جواب: ہمارے پیارے نبی علیہم السلام کا نام حضرت محمد مصطفی ﷺ ہے، آپ سوموار (پیر) کے دن بارہ ربیع الاول شریف مطابق ۲۰/اپریل ۵۷۱ء کو مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے، آپ کی ظاہری زندگی ترسٹھ (۶۳) برس کی ہوئی ترپن (۵۳) برس کی عمر تک مکہ شریف میں رہے، پھر دس سال مدینہ طیبہ میں رہے ۱۲/ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۲۰/جون ۶۳۲ء میں

(۱) جاء الحق وزہق الباطل، از: مفتی احمد یار خان: حصہ ا، ص ۳۹، مطبوعہ محمدی بک ڈپو، دہلی

(۲) سورۂ بقرہ: آیت: ۹۸

دنیاوالوں کی نگاہ سے اوجھل ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک مدینہ شریف میں ہے جو مکہ سے تقریباً تین سو بیس کیلو میٹر ہے۔[1]

سوال: نبی کریم ﷺ کی کچھ خوبیاں بیان کیجیے؟

جواب: ہمارے نبی امام الانبیا ہیں۔ یعنی انبیاے کرام علیہم السلام کے سردار ہیں، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا جو شخص آپ کے بعد نبی پیدا ہونے کو جائز سمجھے وہ کافر ہے۔ حضور ﷺ کی فرماں برداری اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ہے۔ زمین و آسمان کی ساری چیزیں آپ پر ظاہر ہیں۔ دنیا کے ہر گوشے اور ہر کونے میں جو کچھ ہونے والا ہے اسے حضور ﷺ اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جیسے کوئی اپنی ہتھیلی دیکھتا ہے، اوپر نیچے، آگے اور پیچھے یکساں دیکھتے ہیں، آپ کے لیے کوئی چیز آڑ نہیں بن سکتی ہے، حضور ﷺ جانتے ہیں کہ زمین کے اندر کہاں کیا ہو رہا ہے؟ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے حضور ﷺ اسے بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ہمارے چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے وغیرہ ہر قول اور فعل سے حضور ﷺ ہر وقت باخبر رہا کرتے ہیں۔[2]

سوال: حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہیے؟

جواب: اسلامی حکومت ہو تو شرعی سزا دینا چاہیے اور اسلامی حکومت نہ ہو تو مسلمانوں کو اس کا بائیکاٹ کرنا چاہیے یعنی میل جول، سلام کلام، خوشی غمی میں شریک ہونا، لین دین سب کچھ ختم کر لینا چاہیے۔

سوال: حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

---

(۱) انوار شریعت، از: مفتی جلال الدین احمد امجدی، ص ۱۱، مطبوعہ کتب خانہ امجدیہ، دہلی

(۲) ایضًا

جواب: حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔[۱]

سوال: حضوراقدس ﷺ کے متعلق جوکفریہ عقائد رکھے جاتے ہیں ان میں سے تین کوشمار کریں!

جواب:(۱) ۔ یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نماز میں خیال لے جانا اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر ہے۔ کفر اور سخت گستاخی ہے۔[۲]

(۲)۔ شیطان لعین کا علم نبی کریم ﷺ کے علم غیب سے زیادہ ماننا خالص کفر ہے۔[۳]

(۳)۔ حضور ﷺ کے علم شریف کو بچوں، جانوروں اور پاگلوں کے علم کی طرح کہنا صریح کفر ہے۔[۴]

سوال: حضور اکرم ﷺ کے قول وفعل کی توہین سے کیا مراد ہے مثال سے واضح کریں۔

جواب: حضور ﷺ کے قول یعنی حدیث شریف کی توہین کرنے کا یہ مطلب ہے کہ حضور ﷺ کی باتوں کا مذاق اڑانا یا انھیں توہیناً ہلکا جاننا اور تمام احادیث مبارکہ کا انکار کرنا کفر ہے، کیوں کہ جس طرح قرآن پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو بھی حق ماننا داخلِ ایمان ہے۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ فرمایا گیا کہ جو رسول کا فرمان نہ مانے وہ مؤمن نہیں۔[۵]

اسی طرح حضور ﷺ کے کسی کام یعنی سنت کی توہین بھی کفر ہے۔[۶] مثال کے

---

(۱) شفاء شریف، از: قاضی ابوفضل عیاض: ج ۲، ص ۴۳۳، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

(۲) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۱۴، ص ۲۰۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۲۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۴) ایضا

(۵) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج ۱؛ ص ۵۶۵، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

(۶) فتاویٰ عالمگیری، از: شیخ نظام الدین: ج ۱، ص ۱۰۵، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

طور پر عمامہ باندھنے یا شملہ لٹکانے وغیرہ کی توہین کفر ہے جب کہ سنت کی توہین مقصود ہو[1] اسی طرح سنت نماز کو چھوڑ دینا کفر ہے جب کہ سنت کو حق اور قابل قدر نہ سمجھے کہ سنت کا استخفاف کفر ہے۔[2]

اپنی کاپی میں جواب لکھیں!

سوال: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کسی کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل ماننا کیسا ہے؟

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی نئے نبی کی پیدائش کو جائز جاننا کیسا ہے؟

سوال: کیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی زندہ ہیں؟

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پانچ فضائل تحریر کریں۔

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق پانچ ایسے عقائد تحریر کریں کہ جن کو حق جاننے والا کافر ہو جاتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
مقرب بندے	قرب الٰہی پائے ہوئے بندے، بزرگی دیے گئے بندے
منتخب ہستی	چنی ہوئی ذات
گمراہ	بے دین، بددین، بدعتی
حیوانات	حیوان کی جمع معنی: روح والے جاندار، چوپائے، مویشی

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۱۸۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) فتاویٰ عالمگیری، از: شیخ نظام الدین: ج۱، ص۱۰۵، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

جمادات	جماد کی جمع یعنی بے جان چیزیں، جیسے: پتھر پہاڑ وغیرہ
جدید	نیا
فرض اجل	انتہائی اہم فرض
جزو ایقان	یقین و ایمان کا حصہ
مدار ایمان	ایمان کی اصل اور بنیاد
رکن ایمان	ایمان کا ضروری اور بنیادی حصہ
فرضِ اعظم	نہایت اہم فریضہ
کمالِ ادب	مکمل ادب
منصب	عہدہ
ابلیسی کلام	ابلیس جیسی بات
تصور	خیال، دھیان
خفیف	ہلکا، ذلیل، کم ظرف
شملہ	عمامہ کا سرا یا چوٹی، کندھے پر ڈالنے یا سر سے باندھنے کی شال

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [٦]

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات

اللہ رب العزّت نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جن اختیارات سے مالا مال کیا ہے ان کو شمار کرنا بہت مشکل ہے۔ مختصر میں بس یہ جان لینا چاہیے کہ جسے جو کچھ بھی ملتا ہے یہ سب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا صدقہ ہے کہ آپ ہی تقسیم کرنے والے اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے، جیسا کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ خَازِنٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ.(۱)

ترجمہ: بیشک میں قاسم اور خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات میں سے جس کو جو کچھ بھی دیتا ہے خواہ وہ نعمت جسمانی ہو یا روحانی، ظاہری ہو یا باطنی سب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے دلاتا ہے کہ مخلوق میں جسے جو نعمتیں ملتی ہیں سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے واسطے سے ملتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلا واسطہ کچھ نہیں ملتا اسی لیے یہ کہنا کہ ”کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیض پہنچتا ہے یا پہنچ رہا ہے“ باطل ہے۔(۲)

اللہ رب العزّت نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام مخلوق کا حاکم بنایا ہے، جو انھیں اپنا مالک

(۱) صحیح بخاری، از: امام ابو عبد اللہ بخاری: ج۱، ص۴۳۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۲) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج۱، ص۱۳۵، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

نہ جانے وہ سنت کی مٹھاس سے محروم ہے۔ ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں اور وہ اپنے رب کے علاوہ کسی کے محکوم نہیں ۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں، تمام زمین ان کی ملک ہے۔ تمام جنت ان کی جاگیر ہے، جنت اور جہنم کی کنجیاں ان کے دست اقدس میں دی گئیں۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو پورے عالم میں مکمل اختیار عطا فرمایا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا یہ اختیار اور قدرت و سلطنت، سلیمان علیہ السلام کی قدرت و سلطنت سے زیادہ ہے، اللہ رب العزت کی عطا سے تمام فرشتے اور انسان و جنات حضور ﷺ کے تصرف اور قدرت کے گھیرے میں تھے اور ہیں ۔ (۲) اسی طرح آپ ﷺ کو یہ بھی اختیار ہے کہ آپ دنیا اور آخرت میں جسے چاہیں دنیا عطا فرمائیں جسے چاہیں جنت عطا فرمائیں۔ یہ کہنا کہ "پیغمبر اسلام علیہ السلام کچھ نہیں دے سکتے" گمراہی ہے، قرآن کی آیتوں اور صدہا احادیث مبارکہ کا انکار ہے۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو ہر قسم کا اختیار عطا فرمایا ہے یہاں تک کہ احکامِ شریعت حضور ﷺ کے سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں، جو چاہیں ناجائز قرار دیں۔ جسے چاہیں حکم شرع سے مستثنیٰ فرما دیں، جس کے لیے چاہیں حرام کو حلال فرما دیں سب حضور کے اختیار میں ہے۔ (۴)

سوالات و جوابات

سوال: احکام شرع میں حضور ﷺ کو اختیار حاصل ہے، اس سے کیا مراد ہے ؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ اختیار ہے کہ

---

(۱) بہار شریعت ، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۱۸۰تا۱۸۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) اشعۃ اللمعات ، از: شیخ عبد الحق محدث دہلوی: ج۱، ص۴۳۲، مطبوعہ کوئٹہ

(۳) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج۱؛ ص۳۸۶، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی ، مئو

(۴) اشعۃ اللمعات، از: شیخ عبد الحق محدث دہلوی: ج۲، ص۴۰۸، مطبوعہ کوئٹہ

آپ جسے چاہیں حکمِ شرع سے آزاد فرما دیں یا کسی کے لیے کچھ جائز فرما دیں مثال کے طور پر آپ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے چھ مہینے کی بکری کے بچے کی قربانی جائز کر دی۔[1] حالاں کہ دوسرے لوگوں کے لیے ایک سال سے کم کے بکرا ربکری کی قربانی جائز نہیں ہے لیکن آپ ﷺ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے جائز کر دیا۔ اسی طرح حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو وفات کی عدت کے معاملے میں عام حکم سے الگ فرما دیا اور ان کی عدت چار مہینے دس دن کے بجائے تین دن مقرر فرمایا۔[2] یوں ہی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی ہمیشہ کے لیے دو مردوں کی گواہی کے برابر فرما دیا۔[3] یعنی پوری امت کے لیے الگ حکم اور حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے لیے الگ حکم دینے کا اختیار بھی اللہ رب العزت نے آپ کو دیا ہے۔ احکام شریعت میں اختیار اور تصرف کے یہی معنیٰ ہیں۔

سوال: کیا حضور ﷺ کے یہ تمام اختیارات آپ کی حیاتِ ظاہری تک ہی تھے اب دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد کوئی اختیار نہیں؟

جواب: جی نہیں، حضور ﷺ کے تمام اختیارات دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی ویسے ہی ہیں جیسے دنیاوی زندگی میں تھے۔ جو بندہ یہ کہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد حضور ﷺ کے تمام اختیارات ختم ہو گئے یا آپ ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے" وہ ضرور گمراہ، بد دین اور مرتکبِ توہین ہے[4] کیوں کہ زمین پر حرام کر دیا گیا ہے کہ وہ

---

(۱) صحیح بخاری، از: امام ابو عبد اللہ بخاری: ج ۱، ص ۳۳۲، الحدیث ۹۶۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت
(۲) معجم کبیر، از: امام ابو قاسم طبرانی: ج ۲۶، ص ۱۲۹، الحدیث ۳۶۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت
(۳) سنن ابو داؤد، از: امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث: ج ۲، ص ۶۳۱، الحدیث ۳۶۰۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت
(۴) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۵۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

انبیاے کرام علیہم السلام کے بدن مبارک کھائے، جیساکہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ.(۱)

ترجمہ: بے شک اللہ نے زمین پر حرام قرار دے دیا ہے کہ وہ ابنیاے کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں، رزق دئے جاتے ہیں۔

چناں چہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں بالکل ویسے ہی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ تصرفات اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحمت فرمادیے ہیں۔ آپ اپنی قبرِ انور سے اپنے غلاموں، کنیزوں کی پکار کو سنتے ہیں اور ان کی حاجت روائی بھی فرماتے ہیں۔

لہٰذا جو یہ کہے کہ ”پیغمبر اسلام کے تمام اختیارات ختم ہوگئے، اب وہ ہمیں کچھ نہیں دے سکتے“ وہ ضرور گمراہ، قرآنی آیات اور صدہا احادیث مبارکہ کا منکر ہے اور جو کہے کہ ”حضور ﷺ کی طرف سے ہمیں کوئی نعمت نہیں ملی ہے“ وہ کافر ہے۔(۲)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ واقعی باحیات ہیں اور مخلوقِ خدا کی امداد فرماتے ہیں؟

جواب: بے شک، بلا شبہ تمام انبیاے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں مگر وہاں قید نہیں۔ اللہ رب العزّت کی عنایت سے آتے جاتے ہیں، جیساکہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، اسی طرح تمام انبیا کو اختیار ملا ہے کہ اپنے مزارات سے باہر تشریف لائیں اور پورے عالم، زمین و آسمان میں جہاں چاہیں جو چاہیں تصرف فرمائیں۔(۳) یہ معاملہ تمام انبیاے کرام علیہم السلام کے ساتھ ہے پھر افضل الانبیا ﷺ کی کیا بات ہے؟

---

(۱) سنن ابن ماجہ، از: امام ابو عبداللہ: ج۲، ص۲۹۱، حدیث ۱۶۳۶، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

(۲) بحر الرائق، از: علامہ زین الدین: ج۵، ص۲۰۴، مطبوعہ کوئٹہ

(۳) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج۲۹، ص۲۸۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

سوال: حضور ﷺ کے اختیار کی چند مثالیں تحریر کریں؟

جواب: حضور ﷺ کے اختیار کا بیان احادیث میں بڑی تفصیل سے ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جنت عطا فرمانا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تھوڑے سے آٹے اور گوشت میں لعاب دہن ڈال کر سینکڑوں لوگوں کو کھلا دینا، غزوۂ بدر میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہونے پر اسے صحیح کر دینا، غزوۂ احد کے موقع پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو تیر لگنے سے آنکھ نکل جانے پر ان کی آنکھ درست کر دینا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے سورج کو واپس لوٹا دینا، غزوۂ خیبر کے موقع پر آپ کو ہونے والی آشوب چشم کی بیماری دور کر دینا، ایک غزوہ کے موقع پر ۱۵۰۰/ صحابۂ کرام کو انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر کے سیراب کر دینا، اسی طرح وصال ظاہری کے بعد حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرکار دوعالم ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر بارش کی دعا کرنے کی عرض پر بارش ہونے کی خوشخبری دینا، مزار اقدس پر حاضر ہو کر مغفرت طلب کرنے والے اعرابی کی مغفرت ہو جانے کی بشارت دینا، یہ سب حضور ﷺ کے ظاہری حیات اور وصال کے بعد کے اختیار کی چند مثالیں ہیں۔ (۱)

سوال: قیامت کے دن حضور ﷺ کی عظمت اور آپ ﷺ کے اختیارات کیا ہوں گے اختصار کے ساتھ واضح کریں۔

جواب: قیامت کے دن اولین و آخرین کے سامنے ہمارے آقائے کریم ﷺ کی عظمت و بزرگی کا جھنڈا لہرایا جائے گا، اس دن خاص طور سے آپ کی عزت افزائی ہوگی مثلاً: آپ کو "مقامِ محمود" جس کے متعلق اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

---

(۱) صراط الجنان، از: مفتی قاسم عطاری، ج۴، ص۳۳۳ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دہلی

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا.[۱]

ترجمہ: قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں۔ (کنزالایمان)

مرتبۂ شفاعت کبریٰ[۲] اور حوض کوثر، جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے یوں فرمایا:

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ.[۳]

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمھیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائی۔ (کنزالایمان)

اور ان جیسے دیگر فضائل کا تذکرہ فرما کر اللہ رب العزت نے یہ ثابت کر دیا کہ قیامت کے دن ہمارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی بہت سی عظیم نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

اس عظیم خوف و دہشت اور نفسا نفسی والے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ رب العزّت اس قدر اختیار اور عظمت عطا فرمائے گا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے کھولے بابِ شفاعت نہ کھلے گا۔ کسی عالم، ولی، شہید بلکہ تمام انبیا علیہم السلام میں سے کسی کو یہ اختیار اور استطاعت نہ ہوگی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کسی کی شفاعت کر سکیں[۴] بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جتنے شفاعت کرنے والے ہیں وہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شفاعت لائیں گے، اس کی خبر آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی دی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّنِ وَ خَطِيْبُهمْ وَ صَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ

---

(۱) سورۃ الاسراء: آیت: ۷۹

(۲) ایضًا

(۳) سورۂ کوثر: آیت: ۱

(۴) المعتقد والمستند، از: امام احمد رضا خان، ص ۱۲۷، مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی

غَیْرُ فَخْر.(۱)

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا اس دن بھی میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب اور ان سب کا شفیع ہوں گا لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔

اب یہ شفاعت کیسی ہوگی اس کے متعلق کہا جاتا ہے:

حضور ﷺ کی شفاعت کبریٰ مومن، کافر، فرماں بردار، نافرمان سب کے لیے ہے۔

مؤمنین کے لیے تو مختلف قسم کی شفاعت ہوگی؛ مثلاً:

(۱) **فرماں برداروں کی شفاعت:** فرماں برداروں کی شفاعت اس طرح ہوگی کہ ان کے درجات بلند فرمائے جائیں گے۔

(۲) **نافرمانوں کی شفاعت:** وہ گنہ گار جن کا حساب ہو چکا ہوگا اور جہنم کے مستحق ہو چکے ہوں گے ان کو جہنم سے بچائیں گے۔

(۳) **دوزخیوں کی شفاعت:** بعض وہ مؤمنین جو جہنم میں جا چکے ہوں گے ان کی شفاعت فرما کر انھیں جہنم سے نکالیں گے۔

(۴) **ایک اور قسم:** بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جنھیں اپنی شفاعت سے بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے، اس سے بہت زائد اور ہیں، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے علم میں ہیں۔

کفار کی شفاعت اس طور سے کہ:

(۱) ایک بڑی پریشانی سے نجات: قیامت کے دن کفار کو حساب کے انتظار سے جو سخت پریشانی ہوگی، جس کے لیے لوگ تمنائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک

---

(۱) سنن الترمذی، از: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: ج۵، ص۳۵۳، الحدیث ۳۶۳۳، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

دیے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اس بڑی مصیبت سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور ﷺ کی بدولت ملے گا۔

(۲) عذاب میں کمی: بعض کفار کے دائمی عذاب نار میں حضور ﷺ کی شفاعت سے تخفیف عذاب ہوگی مثلاً ابوطالب کے لیے تخفیف عذاب۔[1]

اپنی کاپی میں جوابات لکھیں!

سوال: حضور ﷺ کے اختیارات وتصرفات کب تک رہیں گے؟

سوال: حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

سوال: حضور ﷺ کو (عطائے ربی سے) "مختار کل" کہنا کیسا ہے؟

سوال: جو کہے کہ "پیغمبر مر گئے، اب نفع و نقصان کے کچھ مالک نہیں" اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: کیا حضور ﷺ کی شفاعت مسلم وغیر مسلم سبھوں کے لیے ہوگی؟ ہر ایک کو مثال سے واضح کریں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
نائب مطلق	نمائندہ، خلیفہ
تابع	ماتحت، مطیع، فرماں بردار، ملازم، نوکر

(۱) ملخصاً بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص ۷۰-۷۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

سنت کی مٹھاس، لذت	حلاوت سنت
ماتحت، تابع، رعیت، زیرفرمان	محکوم
وہ زمین یا چیزیں جوانعام کے طور پر دی جائیں	جاگیر
کنجی کی جمع یعنی چابی	کنجیاں
قبضہ، تحت اختیار، طاقت، اثرورسوخ	تصرف واختیار
حوالے کیا ہوا، سونپا ہوا	سپرد
الگ کیا گیا، چنا گیا، وہ شخص یا چیز جسے الگ کر دیا گیا ہو	مستثنیٰ
کسی کام کا کر دینا، حاجت پوری کر دینا	حاجت روائی
سینکڑوں حدیثیں، بہت سی احادیث	صدہا احادیث
عرب کا بدو، دیہاتی، گنوار، اجڈ	اعرابی
پسندیدہ درجہ، خوبیوں کا سب سے اعلیٰ درجہ	مقام محمود
اپنے اپنے میں پریشان، خودغرضی	نفسا نفسی
نافرمان، گنہ گار، مجرم	عاصی
بھاری، بوجھل، مہنگا، ناگوار، تکلیف، سخت	گراں
عذاب کو ہلکا کر دینا، کم کر دینا، گھٹا دینا	تخفیفِ عذاب
ہمیشہ ہمیشہ، ابدی، سدا کا	دائمی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۷]

آسمانی کتابیں

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے انبیاے کرام علیہم السلام پر وقتاً فوقتاً چھوٹی بڑی کتابیں نازل فرماتا رہا۔ ان میں سے چھوٹی کتاب کو صحیفہ اور بڑی کتاب کو کتاب کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے سورۃ الاعلیٰ کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل فرمائی؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابوں کو نازل فرمایا۔ ان میں سے دس حضرت آدم علیہ السلام پر، پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر، تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر، دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل کیے گئے[1]۔ بقیہ چار کتابیں جو بہت مشہور ہیں ان کی قدرے تفصیل کچھ اس طرح ہے:

توریت: ۶/ رمضان المبارک کو توریت شریف سریانی زبان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس میں ایک ہزار سورتیں تھیں اور ہر سورت میں ایک ہزار آیتیں۔

انجیل: ۱۳/ رمضان المبارک کو عبرانی زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

زبور: ۱۸/ رمضان المبارک کو عبرانی زبان میں حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کا نزول ہوا۔ اس میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، از: ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، ج ۲، ص ۴۱۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

قرآن: ۲۷/ رمضان المبارک پیر کے دن سے حضور ﷺ پر عربی زبان میں قرآن کا نزول شروع ہوا۔ یوں تو قرآن حکیم کا نزول لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف رمضان المبارک کی ۲۷/ویں شب کو ہوا مگر دنیا میں حسب ضرورت ۲۳/ سال ۵/ مہینہ ۵/ دن میں جو نزول ہوا اس کی ابتدا اسی تاریخ سے ہوئی۔

یاد رہے کہ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اسی طرح قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس نے قرآن مجید کو اپنے نبی ﷺ پر وحی کی شکل میں نازل فرمایا۔ یہ قرآن حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے، جس نے قرآن سنا اور جاننے کے باوجود یہ خیال کیا کہ یہ انسان کا کلام ہے، تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی مذمت کی ہے اور اسے عذاب کی وعید سنائی ہے۔[1] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا قَوۡلُ الۡبَشَرِ ـ سَاُصۡلِيۡهِ سَقَرَ.[2]

ترجمہ: یہ (قرآن) نہیں مگر آدمی کا کلام۔ کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے دوزخ میں دھنساتا ہوں۔ (کنزالایمان)

یوں ہی تمام آسمانی کتابوں کو حق جاننا اور سب پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ رب العزت نے مؤمنین کے ایمانیات کو شمار کراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ.[3]

ترجمہ: اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمھاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا۔ (کنزالایمان)

---

(۱) متن العقیدۃ الطحاویہ، از: امام الطحاوی: ص ۱۲۔ ۱۳، مطبوعہ دار ابن حزم

(۲) سورۂ مدثر: آیت: ۲۵۔۲۶

(۳) سورۂ بقرہ: آیت: ۴

جو تم سے پہلے نازل کیا گیا سے مراد اگلی کتابیں ہی ہیں۔ البتہ یہ واضح رہے کہ اگلی آسمانی کتابوں میں شریروں نے اپنی خواہش سے گھٹا بڑھا دیا ہے اس لیے موجودہ کتابوں کو درست تسلیم کرنا یہ ضروری نہیں منجملہ آسمانی کتابوں پر ایمان ضروری ہے۔ ہاں! جو کتاب ہمارے نبی آخر الزماں ﷺ پر نازل ہوئی اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود ہمارے رب نے لی ہے اس لیے اس میں کسی طرح کی تحریف کا کوئی شبہ نہیں ہے۔ اللہ تعالی کا واضح ارشاد ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ (۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنزالایمان)

اللہ رب العزّت نے قرآن کی ایسی حفاظت فرمائی کہ اس کی آیت اور سورت تو کجا اس کی تحریر کی بھی حفاظت کا اہتمام کیا گیا۔ یہاں تک کہ علمائے کرام نے تحریر کی تحریف کو بھی حرام قرار دیا ہے، چناں چہ قرآن مجید اسی رسم الخط میں لکھنا فرض ہے، جس میں لکھا ہوا ہے۔ رسم الخط یعنی رسم عثمانی بدلنا حرام ہے۔ (۲) اسی غیبی حفاظت کی وجہ سے یہ ضمانت ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت بھی قیامت تک نہیں بدل سکتی۔ جو قرآن کریم میں تحریف و تبدیلی کرے یا تحریف کرنے کو جائز جانے وہ کافر ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں جو کسی ایک لفظ، ایک حرف یا ایک نقطے کی بھی کمی بیشی کا اعتقاد رکھے وہ یقیناً کافر و مرتد ہے۔ (۳) اسی طرح جس کا عقیدہ یہ ہو کہ قرآن کے دس پارے بلکہ ایک آدھ پارہ یا سورہ اللہ رب العزّت نے اٹھا لیا ہے وہ ضرور کافر و مرتد خارج از اسلام ہے۔ (۴)

---

(۱) سورۂ حجر: آیت: ۹

(۲) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج ۱؛ ص ۶۲۸، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

(۳) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۱۱، ص ۶۹۱، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۴) ملخصًا فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۱۴، ص ۲۵۹۔ ۲۶۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

قرآن عظیم بڑی عظمت والی کتاب ہے اس کی تعظیم فرض ہے اور اس کی توہین کفر[۱]۔ کوئی شخص قرآن کریم کی کسی ایک آیت کو بھی توہیناً زمین پر پھینکے وہ کافر ہے۔[۲] اسی طرح جو شخص بطور توہین قرآن شریف پر پاؤں رکھے وہ کافر و مرتد ہے۔[۳] قرآن پاک کی تعظیم اس حد تک ہے کہ اس کی کسی ایک آیت کا بھی مذاق اڑانا کفر ہے۔ یوں ہی قرآن مجید کو گالی دینے والا ضرور کافر و مرتد ہے[۴] یا قرآن عظیم کی عظمت کو ہلکا سمجھنا اور یہ کہنا کہ ''قرآن کچھ نہیں ہے، قرآن کوئی چیز نہیں ہے'' صریح کفر ہے۔[۵]

سوالات و جوابات

سوال: آسمانی کتابوں کے بارے میں مختصر تعارف پیش کریں۔

جواب: آسمانی کتابیں حق تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتابیں ہیں، جن کو اس نے اپنے بعض رسولوں پر نازل فرمایا اور دوسروں کو ان کی پیروی کا حکم دیا ان میں سے چار کتابیں بڑی اور بہت مشہور ہیں، ان میں سے ایک زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی دوسری توریت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، تیسری انجیل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور چوتھی قرآن مجید ہے جو تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے اور سب سے افضل رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔[۶]

---

(۱)　منح الروض الازھر، از: ملا علی قاری: ص۴۵۷، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

(۲)　فتاویٰ امجدیہ، از: صدر الشریعہ: ج۴، ص۴۴۱، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی

(۳)　منح الروض الازھر، از: ملا علی قاری: ص۴۵۷، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

(۴)　فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج۱؛ ص۱۴۵، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

(۵)　فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج۱۳، ص۶۵۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۶)　تکمیل الایمان، از: شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ص۶۳ مطبوعہ باب المدینہ کراچی

سوال: اگلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟

جواب: اگلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کتابوں اور صحیفوں میں اللہ رب العزت نے جو کچھ بھی نازل فرمایا ہے سب کو حق اور سچ ماننا اور ان کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کتابوں یا ان میں سے کسی کا سرے سے انکار کرنا کفر ہے۔ (۱)

سوال: ہم موجودہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کس طرح کریں گے؟

جواب: موجودہ آسمانی کتابیں وہ نہ رہیں جیسی اتری تھیں بلکہ ان کتابوں میں تحریف و تبدیلی کردی گئی ہے؛ چناں چہ اب ہمارے لیے حکم یہ ہے کہ جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے تو ہم اس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہو تو یقین جانیں گے کہ یہ ان کی تحریفات میں سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہ ہو تو حکم ہوگا کہ اس بات کی نہ تصدیق کریں اور نہ ہی تکذیب (۲) بلکہ یوں کہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں پر ہمارا ایمان ہے جو اس نے نازل فرمایا۔

سوال: قرآن مجید کو صرف قصہ اور کہانی کی کتاب کہنا کیسا ہے؟

جواب: احکام الٰہیہ کا انکار کرتے ہوئے بطور توہین یہ کہنا کہ قرآن محض قصہ اور کہانی کی کتاب ہے صریح کفر ہے اس کا قائل ضرور کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے قول کو یوں نقل فرمایا ہے:

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ. (۳)

ترجمہ: جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہے اگلوں کی کہانیاں ہیں۔ (کنزالایمان)

---

(۱) منح الروض الازھر، از: ملا علی قاری: ص۴۵۶، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۲۹، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) سورۂ مطففین؛ آیت: ۱۳

سوال: جو کہے کہ سورۂ اخلاص قرآن مجید کی سورہ نہیں اس کے لیے کیا حکم ہے ؟

جواب: جو شخص یہ کہے کہ سورہ اخلاص قرآن نہیں وہ اسلام سے خارج، کافر ہے۔[1]

اپنی کاپی میں جوابات لکھیں!

سوال: صحیفہ کسے کہتے ہیں اور کن کن انبیاے کرام علیہم السلام پر کتنے کتنے صحیفے نازل ہوئے ؟

سوال: چار مشہور آسمانی کتابیں کون کون سی ہیں اور کن پیغمبروں پر نازل ہوئیں ؟

سوال: قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لی ہے؛ اسے آیت سے ثابت کریں۔

سوال: قرآن مجید کو محفوظ نہ ماننا کیسا ہے ؟

سوال: قرآن مجید کو رسم عثمانی کے خلاف لکھنا کیسا ہے ؟

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
وقتاً فوقتاً	کبھی کبھار
واقعتا	حقیقت میں
مذمت	برائی
وعید	سزا دینے کی دھمکی، سزا دینے کا وعدہ

(۱) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج۱؛ ص۴۴۶، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

کوئی دم	کوئی لمحہ، کسی وقت
لوح محفوظ	وہ تختی جس پر اللہ رب العزت نے دنیا میں ہونے والے ہر فعل کی نسبت ابتداء سے انتہا تک لکھ دیا، علم الٰہی جس میں کوئی ردوبدل نہیں کر سکتا۔
شریروں	شریر کی جمع یعنی شرارتی، برا، بدذات
نگہبان	حفاظت کرنے والا
رسم الخط	طرز تحریر، لکھاوٹ کا انداز
رسم عثمانی	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جس انداز میں قرآن تحریر فرمایا تھا۔ اسے رسم عثمانی کہا جاتا ہے۔
ضمانت	ذمہ داری، کفالت
ہلکا سمجھنا	بے عزت، حقیر، ذلیل اور کم قیمت سمجھنا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۸]

تقدیر کا بیان

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس نے اپنے علم ازلی و ابدی سے ہر چیز کے بارے میں جو ہو چکا اور جو ہو گا اور جس طرح ہو گا سب کچھ لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے اسی کو "**تقدیر**" کہتے ہیں، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ. (۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔ (کنز الایمان)

اور تقدیر ہی کو قضا، قدر اور حکم بھی کہتے ہیں۔ (۲)

یاد رہے کہ اللہ کے حکم کو کوئی پیچھے ہٹا نہیں سکتا، اس کی تقدیر پر کوئی غالب نہیں آسکتا اسی لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم ان سب پر ایمان لائیں اور یقین رکھیں کہ دنیا میں جو کچھ ہوا، جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا سب اللہ رب العزت کی قضا اور اس کے فیصلے سے ہی ہو رہا ہے، اس کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے:

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ. (۳)

ترجمہ: اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے اعمال کو۔ (کنز الایمان)

---

(۱) سورۂ قمر: آیت: ۴۹

(۲) ملخصًا اشعۃ اللمعات، از: شیخ عبد الحق محدث دہلوی: ج ۱، ص ۸٦، مطبوعہ کوئٹہ

(۳) سورۂ صافات: آیت: ۹٦

مطلب ہماری طرح ہمارے کاموں کی خلقت بھی اللہ ہی کی مشیت سے ہوتی ہے اسی لیے تقدیر کے خیر و شر پر ایمان رکھنا ضروری بلکہ فرض ہے کیوں کہ حضور ﷺ سے جب ایمان کے بارے میں سوال ہوا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ.(۱)

ترجمہ: ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور آخرت کے دن پر نیز یہ کہ تم ایمان لاؤ تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر۔

اس سے واضح ہو گیا کہ تقدیر کے اچھا اور برا ہونے کا انکار کرنے والا گمراہ، بدمذہب، اہل سنت و جماعت سے خارج اور مستحق عذاب ہے۔(۲) تقدیر کے منکر کو اس امت کا مجوسی کہا گیا ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے واضح لفظوں میں فرمایا:

لِكُلِّ اُمَّةٍ مَجُوْسٌ وَ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا قَدَر.(۳)

ترجمہ: ہر امت میں مجوسی ہوتے ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں۔

لہذا ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ کی مشیت ہی سے ہے۔ دنیا اور آخرت میں اس کی مرضی اور مشیت، اس کے علم اور قضا و قدر اور لوح محفوظ میں اس کے تحریر کردہ طریقے سے ہٹ کر نہ تو کچھ ہوتا ہے اور نہ ہو گا۔ کوئی بھی چیز اس کے

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث جبریل

(۲) ملخصاً فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج۱۶، ص ۵۸۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) سنن ابو داؤد، از: امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث: ج۴، ص ۴ ۲۹، الحدیث ۴۶۹۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربي، بیروت

ارادہ کے بغیر نہیں ہوتی۔[(۱)] یوں ہی ہر وہ کام جو ہم کرتے ہیں اچھا ہو یا برا سب اللہ تعالی کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے لیکن اس نے ہمیں اپنی اطاعت کا حکم دیا اور گناہ سے منع کیا ہے[(۲)]۔ اس کے حکم کے بغیر ذرہ نہیں ہلتا لیکن برے کام سے اللہ راضی نہیں۔ برا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیت الٰہی کے حوالے کرنا بہت بری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے اللہ کی جانب سے تصور کرے اور جو برائی سرزد ہو اسے شامت نفس سمجھے۔[(۳)]

یہ کہنا کہ "ہم تقدیر کی وجہ سے مجبور ہیں" بڑی جہالت اور ضلالت و گمراہی ہے کہ بندوں کو اللہ رب العزت نے نیکی اور بدی کرنے پر اختیار دیا ہے، وہ جو کچھ اپنے اختیار سے کرتا ہے وہ سب اللہ کے یہاں لکھا ہوا ہے اللہ رب العزت نے جس کے ذمہ برائی لکھی ہے وہ برائی کرنے والا تھا اگر وہ بندہ نیکی کرنے والا ہوتا تو اللہ رب العزت بھلائی ہی لکھتا چناں چہ اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا بلکہ جو جیسا ہونے والا تھا اللہ کے علم نے اسے پہلے ہی جان لیا اور ویسا ہی اس کی تقدیر میں لکھ دیا۔[(۴)]

آپ خود غور کریں! اگر کوئی مخلوق آدمی کسی چیز کو بناتا ہے مثلاً کسی نے بلب بنایا تو وہ ضمانت دیتا ہے کہ ایک سال کے اندر خراب نہیں ہو گا، اس کے بعد کی کوئی ضمانت نہیں کبھی بھی خراب ہو سکتا ہے، حالاں کہ اس کے پاس آنے والے پل کی خبر نہیں لیکن گارنٹی اس وجہ سے دے رہا ہے کہ یہ اس بلب کو بنانے والا ہے، اللہ کی عطا سے اسے معلوم ہے کہ اتنے دنوں تک

---

(۱) الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابو حنیفہ: ص ۲۲: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہل سنت، پاکستان

(۲) متن العقیدۃ الطحاویہ، از: امام الطحاوی: ص ۱۱، مطبوعہ دار ابن حزم

(۳) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۹، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۴) ملخصاً بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

یہ خراب نہیں ہوگا اس کے بعد خراب ہو سکتا ہے۔

اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ بلب ایک سال بعد خراب ہونے پر مجبور تھا کیوں کہ اس کے بنانے والے نے یہ کہہ دیا۔ بلکہ ہر کوئی یہی کہے گا کہ بلب کی زندگی ہی اتنی تھی اسی لیے بنانے والے نے پہلے ہی بتادیا کیوں کہ اسے (اللہ کی عطا سے) معلوم تھا۔

اب آپ بتائیں! اللہ تو خالق کل کائنات ہے اس کے پاس تو علم ازلی وابدی ہے اگر اس نے اپنی مخلوق کی تقدیر اس کی پیدائش سے پہلے لکھ دیا تو کیا مخلوق اس کے کہنے اور لکھنے کی وجہ سے مجبور ہوگئی؟ تو اس کا جواب یہی دیا جائے گا کہ ہرگز نہیں! واقعی، اللہ رب العزت نے وہی تحریر فرمایا جو ہم کرنے والے تھے چاہے وہ اچھائی ہو یا برائی۔[1]

نوٹ: یاد رہے یہ سب باتیں صرف سمجھانے اور غائب کو حاضر سے قریب کرکے عقل سے قریب کرنے کے لیے تھیں ورنہ تو اللہ کا علم اس کی ذات اس کی صفات سب تمثیل سے پاک ہے، اس کے لامحدود علم ازلی اور بندوں کے محدود وناقص علم میں کیا تناسب۔

سوالات وجوابات

سوال: صرف تقدیر کے بھروسے رہنا اور تدبیر سے دست بردار ہو جانا کیسا ہے؟

جواب: تقدیر میں کیا لکھا ہے یہ کسی عام انسان کو معلوم نہیں اسی لیے یہ سوچ لینا کہ جو تقدیر میں ہوگا وہ ہوکر ہی رہے گا اور تمام وسائل اور تدبیر سے رک جانا ہرگز ہرگز مناسب نہیں کہ ہو سکتا ہے کہ تقدیر میں یہی لکھا ہو کہ تدبیر کے بعد ہی کوئی چیز حاصل ہوگی، اسی لیے تقدیر پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ تدبیر کو اپنانا بھی ضروری ہے۔

---

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج۱، ص۷، مطبوعہ دار الاشاعت فیض الرسول، براؤں شریف

سوال: اللہ تعالیٰ کے افعال یعنی مشیت وقضا اور تقدیر پر اعتراض کرنا کیسا ہے؟

جواب: ضرور کفر قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ وہ کیا فیصلہ فرماتا ہے؟ اللہ تو احکم الحاکمین ہے، وہ اپنے بندوں کا مالک ہے، وہ اپنے بندوں کے لیے جو چاہے فیصلہ فرمائے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

لَا یُسْأَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْأَلُوْنَ. [1]

ترجمہ: اس (اللہ) سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔ (کنزالایمان)

سوال: اللہ پر اعتراض کرنے کی تین مثال بتائیں!

جواب: تقدیر کے معاملے میں اللہ پر ایسے اعتراض جو کفر تک لے جاتے ہیں، ان کی تین مثالیں یہ ہیں:

۱۔ یہ کہنا کہ "مجھے نہیں معلوم اللہ نے جب مجھے دنیا میں کچھ نہ دیا تو مجھے پیدا ہی کیوں کیا"! یہ قول کفر ہے۔ [2]

۲۔ بطور اعتراض یہ کہنا: "میں نہیں جانتا اللہ نے فلاں کو کیوں پیدا کر دیا" کفر ہے۔ [3]

۳۔ مصیبتیں پہنچنے پر کہنا: "اے اللہ تو نے مال لے لیا، فلاں چیز لے لی، اب کیا کرے گا؟ اب کیا چاہتا ہے؟ یا اب کیا باقی رہ گیا؟" یہ قول کفر ہے۔ [4]

سوال: تقدیر کا مسئلہ کیا کیا ہے، مجھے اب تک اچھے سے سمجھ میں نہیں آیا۔

---

(۱) سورہ انبیاء: آیت؛ ۲۳

(۲) منح الروض الازھر، از: ملا علی قاری: ص۵۲۱، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

(۳) ایضا ۵۲۲

(۴) بحر الرائق، از: علامہ زین الدین: ج۵، ص۲۰۷، مطبوعہ کوئٹہ

جواب: تقدیر کے بنیادی اور ضروری عقائد و مسائل وہی ہیں جو آپ نے پڑھا، باقی رہے قضاوقدر کے مسائل کو سمجھنا تو یہ عام عقلوں میں نہیں آسکتے ان میں زیادہ غور و فکر ہلاکت کا سبب ہے، حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما اس مسئلے میں بحث کرنے سے منع فرمادیے گئے تو ہم اور آپ کس گنتی کے ہیں! (۱)

جواب کاپی میں لکھیں!

سوال: تقدیر کسے کہتے ؟

سوال: اس امت کا مجوس کسے کہا گیا ہے ؟

سوال: تقدیر کے ساتھ ساتھ تدبیر اختیار کرنا چاہیے یا نہیں ؟

سوال: تقدیر پر ایمان رکھنا کیسا ہے اور اس کے منکر کے لیے کیا حکم ہے ؟

سوال: ’’تقدیر کی وجہ سے بندہ بالکل محتاج اور مجبور نہیں ہو جاتا‘‘ اسے آپ مثال سے سمجھائیں !

﴿مشکل الفاظ کے معانی﴾

الفاظ	معانی
ازلی	ہمیشہ سے، دوامی، جس کی کوئی ابتدا نہ ہو
ابدی	جس کی انتہا نہ ہو، دائمی، غیر فانی
غالب آنا	بڑھ جانا، جیت جانا

(۱) ملخصًا بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

قضا	تقدیر، حکم خدا، مشیت ایزدی، فرمان الٰہی
مشیت	ارادہ، مرضی
خیر و شر	اچھائی برائی
واضح	ظاہر، عیاں، آشکار
شامت	بدنصیبی، برائی، آفت، نحوست
غائب	غیر حاضر، پوشیدہ، جو موجود نہ ہو
تمثیل	تشبیہہ دینا، مثال دینا
کس گنتی کے ہیں؟	کس لائق ہیں؟

سبق نمبر [۹]

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

وہ خوش قسمت افراد جنھوں نے حالتِ ایمان میں حقیقتاً یا حکماً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو۔ حقیقتاً یہ ہے کہ ان کی بینائی سلامت ہو اور انھوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے جمالِ اقدس کا دیدار کیا، حکماً یہ ہے کہ ان کی بینائی سلامت نہ ہو مگر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہوں اس طرح کہ اگر ان کی بینائی سلامت ہوتی تو زیارت کر لیتے، جیسے: حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور ایمان ہی کی حالت میں وفات پائی ہو انھیں "صحابہ" کہتے ہیں [۱]۔

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اہلِ خیر و عدل ہیں ان کا جب بھی ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے [۲]۔ ہر ایک صحابی کی تعظیم فرض ہے کیوں کہ تمام درجۂ صحابیت کے اعتبار سے برابر ہیں کسی ایک صحابی کے ساتھ بھی ادنیٰ سی بھی بدگمانی رکھنا بد مذہبی اور گمراہی ہے۔ [۳]

صحابۂ کرام میں سب سے افضل بلکہ انبیاے کرام علیہم السلام کے بعد تمام اولین وآخرین میں سب سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں پھر حضرت عمر فاروق اعظم پھر حضرت

---

(۱) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج ۲؛ ص ۱۳، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۲۵۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) سنن الترمذی، از: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: ج ۵، ص ۴۶۳، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں ۔[۱] جو مولیٰ علی کو حضرت صدیق اکبر یاحضرت فاروق اعظم سے افضل بتائے وہ گمراہ وبدمذہب ہے[۲] ان کے بعد بقیہ عشرۂ مبشرہ و حضرات حسنین واصحاب بدر واصحاب بیعۃ الرضوان کے لیے فضیلت ہے[۳]۔

یادرکھیں کہ تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام ولیوں سے افضل ہیں۔ تابعی سے لے کر قیامت تک امت کا کوئی ولی کیسے ہی بلند مرتبے کا کیوں نہ ہو کسی صحابی کے مرتبے کو ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔[۴]

اہلِ فضائل صحابۂ کرام کی چند جماعتیں:

عشرۂ مبشرہ: ان دس صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کہا جاتا ہے جنھیں نبی کریم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی ہے، چاروں مشہور خلفا کے بعد عشرۂ مبشرہ کی فضیلت ہے ،جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ نے دنیا میں جنت کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَ عَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَ وَ طَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَ الزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَ سَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ.[۵]

ترجمہ: ابوبکر جنتی ہیں عمر جنتی ہیں عثمان جنتی ہیں طلحہ جنتی ہیں زبیر جنتی ہیں عبدالرحمٰن

---

(۱) الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابوحنیفہ: ص ۲۵: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۲۴۶، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) ایضاً ۲۴۹

(۴) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۲۹، ص ۳۵۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۵) سنن الترمذی، از: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: ج ۵، ص ۴۱۶، الحدیث ۳۷۶۸ مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

بن عوف جنتی ہیں سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں سعید بن زید جنتی ہیں ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں (رضِی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

یہ دس صحابۂ کرام خیر امت، افاضل صحابہ ہیں، ان کے لیے سبقت ایمان اور خدمت اسلام ثابت ہے جوکہ اوروں کے لیے نہیں ہے ان کا جنتی ہونا قطعی ہے۔

نوٹ: لیکن یاد رہے کہ قطعی بشارت انھیں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ان کے علاوہ اور صحابہ بھی بشارت پائے ہوئے ہیں، مثلا: سیدتنا فاطمہ، امام حسن، امام حسین، حضرت خدیجہ حضرت عائشہ، حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت سلمان، حضرت صہیب، حضرت عمار بن یاسر رضِی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہم۔ چوں کہ ان دس صحابہ کی بشارت کا ذکر ایک ہی وقت میں، ایک ہی حدیث میں جمع ہے اس لیے ان کو عشرۂ مبشرہ کے لقب سے شہرت حاصل ہوگئی ہے۔ (۱)

اہل بدر: اہل بدر یعنی بعد عشرۂ مبشرہ کے فضیلت، بدری اصحاب کے لیے ہے۔ اہل بدر تین سو تیرہ اصحاب (۳۱۳) ہیں وہ سب قطعی طور پر جنتی ہیں کیوں کہ ان کی شان میں رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

لَعَلَّ اللہَ اطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ. (۲)

ترجمہ: بیشک اللہ اہل بدر کو مطلع کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ جو چاہو عمل کرو بے شک میں نے تم کو بخش دیا ہے۔

دوسری جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَنْ یَّدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَھِدَ بَدْرًا وَالْحُدَیْبِیَۃَ. (۳)

---

(۱) ملتقطاً تکمیل الایمان، از: شیخ محقق دہلوی (فارسی)، ص ۱۶۱۔ ۱۶۲، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

(۲) صحیح بخاری، از: امام ابوعبداللہ بخاری: ج ۲، ص ۳۱۱، الحدیث ۳۰۰۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۳) ملتقطاً تکمیل الایمان، از: شیخ محقق دہلوی (فارسی)، ص ۱۶۳، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بدر و حدیبیہ میں حاضر رہنے والوں کو ہر گز آگ میں داخل نہ کرے گا۔

اہلِ احد: یعنی بعد از اہلِ بدر فضیلت اہلِ غزوۂ احد کے لیے ہے جو کہ سال سوم ہجری میں واقع ہوا۔[۱]

اہلِ بیعتِ رضوان: اہل بیعت رضوان یعنی اہل غزوۂ احد کے بعد فضیلت اہلِ بیعتِ رضوان کے لیے ہے یہ وہ نامی بیعت ہے جو رسول اللہ ﷺ سے صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں سے ہوئی چناں چہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.[۲]

ترجمہ: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمھاری بیعت کرتے تھے۔ (کنزالایمان)

اور حدیث مبارکہ میں ہے:

لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِمَّنْ بَایَعَنِی تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی کو دوزخ میں نہیں ڈالے گا جنھوں نے درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی۔

یہ سب بھی قطعی جنتی ہیں۔[۳]

نوٹ: عقائد کے ضمن میں صحابہ کا ذکر تفصیل کے ساتھ اس لیے کیا گیا تاکہ ان کے فضائل سے آپ واقف ہو جائیں، اور بشارتوں کے بیان سے گمراہوں کے مذہب کا رد و ابطال ہو جائے کیوں کہ وہ ان کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور بے ادبی کی راہ چلتے ہیں۔

---

(۱) ملتقطاً تکمیل الایمان، از: شیخ محقق دہلوی (فارسی)، ص ۱۶۴، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

(۲) سورۂ فتح: آیت: ۱۸

(۳) ملتقطاً تکمیل الایمان، از: شیخ محقق دہلوی (فارسی)، ص ۱۶۵، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

سوالات و جوابات

سوال: صحابۂ کرام کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: صحابہ کرام کی خاص تعداد معلوم نہیں، ہاں حضور ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔(۱)

سوال: کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پچھلی امتوں کے انبیاے کرام سے بھی افضل ہیں؟

جواب: بالکل نہیں، تمام انبیاے کرام علیہم السلام تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور صحابہ کرام بھی انہیں (مخلوقات) میں سے ہیں۔

سوال: مشاجرات (اختلافات) صحابہ کا ذکر کرنا کیسا ہے؟

جواب: صحابۂ کرام کے درمیان جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقا کریم ﷺ کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔(۲)

سوال: کیا تمام صحابۂ کرام ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہیں؟ کیا ان سے لغزشیں ہو ہی نہیں سکتیں؟

جواب: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین انبیا نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں ان میں بعض سے لغزشیں ہوئیں مگر ان کے کسی فعل پر لعن طعن کرنا حرام اور گرفت

---

(۱) فتح المغیث للسخاوی ۴/۴۹

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص ۲۵۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

کرنا اللہ ورسول کے خلاف ہے کہ اللہ رب العزت نے ان سے ثواب و جنت کا وعدہ فرما لیا ہے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے؟ اللہ کے فیصلے کے خلاف مسلمان نہیں جاسکتے۔(۱)

سوال: کسی صحابی کو جہنمی کہنا کیسا ہے؟

جواب: بوجہ بغض و عداوت گالی کے طور پر کسی بھی صحابی کو جہنمی کہنا فسق و فجور، گمراہی و بد دینی ہے۔ ایسا کہنے والا خود جہنمی کتا، ملعون و مردود ہے۔(۲)

اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ صحابی اپنے کفر و نفاق کی وجہ سے جہنمی ہیں تو یہ ملعون خود کافر و مرتد، خارج از اسلام ہے کہ جب عام مؤمن کو کافر کہنا کفر ہے(۳) تو صحابی کو کافر کہنا تو بدرجہ اولیٰ کفر ہوگا۔

جواب اپنی کاپی میں لکھیں!

سوال: صحابی کسے کہتے ہیں؟

سوال: صحابی سے دشمنی رکھنا اور انھیں گالی وغیرہ دینا کیسا ہے؟

سوال: کسی ولی کو کسی صحابی سے افضل بتانا کیسا ہے؟

سوال: مشاجراتِ صحابہ کے بارے میں ہمیں کیا حکم ہے؟

سوال: تمام صحابہ میں سب سے افضل کون ہیں؟

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱: ص ۲۵۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) سنن الترمذی، از: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: ج۵، ص ۴۶۳ الحدیث ۳۸۸۸، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

(۳) ملخصًا در مختار، از: امام حصکفی: ج۱، ص ۳۱۷، مبطوعہ دار المعرفہ، بیروت

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
افراد	لوگ، آدمی
بینائی	آنکھ کی روشنی، بصارت
بدگمان	برا گمان رکھنے والا، برا خیال رکھنے والا، بدظن
اصحاب بدر	جنگ بدر جو اسلام کی سب سے پہلی جنگ ہے اس میں شریک ہونے والے صحابہ کرام
اصحاب بیعۃ الرضوان	وہ صحابۂ کرام جو بیعتِ رضوان کے وقت حاضر تھے۔
تابعی	وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں رسول ﷺ کے کسی صحابی کی زیارت کی ہو۔
قطعی	یقینی، کامل
لقب	وہ نام جو کسی خاص وجہ سے پڑ گیا ہو
لغزش	بھول چوک، سہو و نسیان، غلطی
لعن طعن	برا بھلا، لعنت ملامت
رد و ابطال	ٹھکرانا، باطل قرار دینا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۱۰]

اہلِ بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسلِ پاک، ازواجِ مطہرات اور بالخصوص حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو "اہل بیت نبوی وسادات عظام" کہتے ہیں۔ اہل بیت کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام ہے [۱] ان کی محبت اہلِ ایمان کے لیے لازم و واجب ہے کہ اہلِ بیت کی تعظیم و محبت گویا کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت ہے۔ جواُن سے محبت نہ رکھے مردود و ملعون ہے۔ [۲]

ازواجِ مطہرات وبناتِ طیبات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بقیہ تمام صحابیات سے افضل و اعلیٰ ہیں کہ ان کی پاکیزگی کی گواہی قرآن کریم نے دی ہے۔ چناں چہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کی عزت افزائی کچھ اس طرح فرمائی:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ. [۳]

ترجمہ: اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ (کنزالایمان)

اسی لیے اگر کوئی کم نصیب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت گناہ لگائے اور آپ کی پاکیزگی کا منکر ہو وہ مردود کافر و مرتد و بددین جہنمی ہے۔ [۴]

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۲۲، ص ۴۲۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) سنن الترمذی، از: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: ج۵، ص۴۶۵ الحدیث ۳۸۹۶، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

(۳) سورۂ احزاب: آیت: ۳۲

(۴) ملخصًا سورۂ نور: آیت: ۱۷

اوراسی کے بعد والی آیت میں ازواجِ مطہرات اور دیگر اہلِ بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق اللہ رب العزت کا فرمانِ عالی شان ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔[۱]

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمھیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کردے۔ (کنزالایمان)

واضح رہے کہ اہل اطہار کے چشم و چراغ یعنی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار اور یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہداے کرام میں سے ہیں ان میں سے کسی کی شہادت کا منکر گمراہ و بددین، مستحق جہنم ہے۔[۲]

یوں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ جو اہل بیت اطہار میں خاص عزت و فضیلت والے ہیں جن کی محبت اہل ایمان کی پہچان ہے[۳]۔ ان سے بغض و کینہ رکھنے والا اور ان پر لعن طعن کرنے والا منافق، اہل سنت و جماعت سے خارج اور مستحق جہنم ہے[۴]۔

سوالات و جوابات

سوال: کیا آج بھی دنیا میں سادات کرام موجود ہیں؟

جواب: جی ہاں! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسلِ پاک آج بھی دنیا میں پائی جاتی ہے انھیں کو ”سادات کرام“ کہتے ہیں۔

---

(۱) سورۂ احزاب؛ آیت ۳۳

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۲۶۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) مشکوٰۃ المصابیح، از: علامہ ولی الدین تبریزی: ص ۷۰۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۴) ایضًا

سوال: کیا آج کے سادات کرام کی تعظیم بھی مسلمانوں پر فرض ہے؟

جواب: جی بالکل! حضور نبی کریم ﷺ کی نسلِ پاک سے قیامت تک جتنے لوگ ہوں گے سب کی تعظیم مسلمانوں پر فرض ہے اور ان کی توہین حرام ہے۔

سوال: سادات کرام کی تعظیم کی اصل وجہ کیا ہے؟

جواب: سادات کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعظیم کی اصل وجہ یہی ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل پاک سے ہیں اور ان کے نسب کی انتہا حضور نبی کریم ﷺ پر ہوتی ہے اس شرفِ نسبت کی تعظیم ہر مسلمان پر فرض ہے۔(۱)

سوال: سادات کرام کی توہین کب کافر بنا دیتی ہے؟

جواب: سید کی توہین اس لیے کرنا کہ وہ سید ہے، تو ایسی توہین کفر ہے کہ یہ خالص حضور ﷺ کی توہین اور آپ سے بغض وعداوت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ حرام۔

سوال: "حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جوانان جنت کے سردار ہوں گے لہٰذا آپ تمام انبیاے کرام کے بھی سردار ہوئے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: یہ کہنا کہ " حضرات حسنین کریمین انبیاے کرام کے بھی سردار ہیں "کفر ہے، کہنے والے پر تجدیدِ ایمان فرض ہے، اس وجہ سے کہ غیر نبی کتنا ہی بلند مرتبہ ہو نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔(۲)

جواب کاپی میں لکھیں!

سوال: سادات کن کو کہتے ہیں اور ان کے ساتھ ہمیں کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۲۲، ص ۴۲۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج ۲؛ ص ۵۶، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

سوال: ساداتِ کرام کی تعظیم و تکریم اور ان سے محبت کرنے کی اصل وجہ کیا ہے ؟

سوال: حضرت علی رضِی اللہ عنہ سے بغض و حسد رکھنا کیسا ہے اور ان سے محبت کرنا کس کی علامت ہے ؟

سوال: امہات المؤمنین کا تذکرہ قرآن پاک میں ہے یا نہیں ؟

سوال: حضرات حسنین کریمین کو انبیاے کرام سے افضل بتانا کیسا ہے ؟

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
تہمت	بہتان، جھوٹا الزام
چشم و چراغ	عزیز، بڑا پیارا
مستحقِ جہنم	جہنم کے لائق

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۱۱]

خلافت راشدہ کا بیان

نبی کریم ﷺ کے بعد آپ کے خلیفۂ برحق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ ان حضرات کو "خلفاے راشدین" اور ان کی خلافت کو "خلافت راشدہ" کہتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کی خلافت سچی تھی اور انھوں نے حضور اکرم ﷺ کی نیابت کا پورا حق ادا کیا[۱] لیکن ان میں سب سے افضل خلیفہ اور سب سے افضلیت والی خلافت حضرت ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی و مولیٰ علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی ہے۔[۲]

جو مردود و لعین اس ترتیب خلافت کو بدلے وہ گمراہ و بدمذہب ہے[۳] اور جو حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرے جیسا کہ اکثر شیعوں کا عقیدہ ہے تو وہ ضرور گمراہی ہے[۴]۔

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۲۴۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) ایضاً ص ۲۴۷

(۳) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۱، ص ۲۴۶ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۴) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج ۲؛ ص ۱۴، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

سوالات وجوابات

سوال: خلافت راشدہ کل کتنے سال رہی؟

جواب: خلافت راشدہ جو بالکل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر تھی تیس سال رہی اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ ماہ مدتِ خلافت پر ختم ہوئی۔

سوال: کیا اس تیس سال کے علاوہ بھی کبھی خلافتِ راشدہ قائم ہوئی تھی؟

جواب: جی ہاں! حضرت امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بھی خلافتِ راشدہ ہوئی۔ (۱)

سوال: کیا خلافت راشدہ پھر قائم ہوگی؟

جواب: جی ہاں! آخر زمانہ میں قرب قیامت حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، خلافت راشدہ ہوگی۔ (۲)

سوال: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت بیان کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ شان صدیقی میں گستاخی کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سارے صحابہ سے افضل، سارے خلفا سے افضل، سارے اہل بیت سے افضل، ساری امت سے افضل ہیں، اس افضیلت کا منکر اور شانِ صدیقی میں گستاخی کرنے والا گمراہ، بددین ہے، رافضی ہے، ان کو ایذا دینا اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دینا ہے۔ (۳)

سوال: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافق کہنا اور آپ سے بغض رکھنا کیسا ہے؟

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج:۱؛ حصہ ۱؛ ص ۲۵۷، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) ایضًا

(۳) ملخصًا فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج ۲؛ ص ۱۷، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر جانتے اور مانتے ہوئے حقیقی معنی میں منافق کہنا خود منافق اور کافر ہونے کی علامت ہے اور ایسا کہنے والا کافر ہے ورنہ گمراہ وبددین اور پکا خارجی ہوگا۔[۱] اسی طرح حضرت علی سے بغض وعداوت رکھنا منافق ہونے کی علامت ہے۔[۲]

اپنی کاپی میں جواب لکھیں!

سوال: خلفائے راشدین کن شخصیات کو کہتے ہیں؟

سوال: خلفائے ثلاثہ بالخصوص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں گستاخی کرنا کیسا ہے؟ اور اس گستاخ وبدبخت گروہ کا نام کیا ہے؟

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنا کیسا ہے؟ اور ان گستاخوں کی ٹولی کا نام بتائیں؟

سوال: خلفائے راشدین کی فضیلت کی ترتیب تحریر کریں!

سوال: آخر زمانے میں کن کی خلافتِ راشدہ قائم ہوگی؟

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
نیابت	قائم مقام، نائب ہونا
مطلق	بالکل، قطعی، آزاد
ایذا پہنچانا	تکلیف دینا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(۱) ملخصاً فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج۲؛ ص۲۸، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، از: علامہ ولی الدین تبریزی: ص۷۰۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

سبق نمبر [۱۲]

تقلید کا بیان

تقلید نام ہے کسی کے قول یا فعل کو اپنے اوپر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کام ہمارے لیے دلیل ہے کیوں کہ یہ شرعی محقق ہے۔ جیسے کہ ہم مسائل شرعیہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا قول و فعل اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں ڈالتے[۱]۔ کیوں کہ وہ اس میں ماہر ہیں جہاں تک ان کی رسائی ہے ہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے ہمارے لیے قرآن و حدیث کو کما حقہ سمجھ لینا اور ان سے مسائل نکالنا آسان نہیں ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھانے کے لیے اپنے پیارے رسول ﷺ کو بھیجا اگر اسے سمجھنے کے لیے صرف عقل انسانی کافی ہوتی تو اس کی تعلیم کے لیے حضور سید الانبیاء ﷺ نہ بھیجے جاتے لیکن اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ.[۲]

ترجمہ: انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ سے سمجھ میں آیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مکمل طریقے سے ہر ایرے غیرے کی سمجھ میں نہیں آسکتا بلکہ اسے سمجھانے کے لیے حضور ﷺ بھیجے گئے۔ اسی طرح احادیث

(۱) جاء الحق، از: مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ ا، ص ۱۳ مطبوعہ محمدی بکڈپو، دہلی

(۲) سورۂ بقرہ؛ آیت: ۱۲۹

سمجھانے کے لیے ائمہ مجتہدین پیدا فرمائے گئے، وہ قرآن و حدیث میں غور و فکر کر کے جو مسائل نکالتے ہیں ہمارے لیے بس انھیں مان لینا اور سمجھ لینا کافی ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہر طبقہ کے مسلمان مقلد ہوئے ہیں۔ صحابہ، محدثین، مفسرین، فقہا، اولیاء اللہ ان میں سے کوئی غیر مقلد نہیں ہوئے۔ (۱)

کل تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام ہوئے جن میں سے صرف چند صحابہ یعنی چاروں خلفا، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صدیقہ و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مجتہد تھے، باقی سب ان کے مقلد تھے۔ وہ صحابۂ کرام جو مدینہ طیبہ سے دور رہتے تھے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں بھی اپنے یہاں کے سب سے بڑے عالم صحابی سے مسئلہ پوچھ کر ان کی تقلید کرتے تھے۔ (۲)

لہٰذا ثابت ہوا کہ ہم سب غیر مجتہدین پر تقلیدِ شرعی واجب و لازم ہے۔

مجتہد اور غیر مجتہد کے فرق کو آسان لفظوں میں اس طرح سمجھا جا سکتا ہے:

مکلف مسلمان دو طرح کے ہیں: ایک مجتہد دوسرے غیر مجتہد۔

(۱)۔ مجتہد وہ ہے جس میں اس قدر علمی قابلیت ہو کہ قرآنی اشارات و رموز سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے۔ اس سے مسائل نکال سکے۔ ناسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو، علم صرف، علم نحو اور علم بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو، احکام کی تمام آیتوں اور احادیث پر اس کی نظر ہو۔ اس کے علاوہ ذکی اور خوش فہم ہو، ان صفات کے حامل ''مجتہد'' بننے اور کہلانے کے لائق ہوتے ہیں جیسے چاروں امام: امام ابو حنیفہ، امام

---

(۱) جاء الحق، از: مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ ۲، ص ۲۴۴ مطبوعہ محمدی بکڈپو، جامع مسجد دہلی

(۲) غیر مقلدوں کے فریب، از: مفتی جلال الدین احمد امجدی، ص ۴۸/۴۹، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی

شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضِی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔[۱]

(۲)۔ مجتہدین کے علاوہ بقیہ جتنے لوگ ہیں وہ سب ”غیر مجتہد“ کے زمرے میں آتے ہیں ان پر تقلید لازم وواجب ہے۔

یہاں پر یہ بات ذہن نشیں رہے کہ غیر مجتہد جو ایک امام کی پیروی کرتا ہے وہ ایک ہی ساتھ دوسرے امام کی پیروی نہیں کر سکتا، مثلاً: یہ نہیں ہو سکتا کہ کچھ مسئلوں میں ایک امام کی پیروی کرے اور کچھ مسئلوں میں دوسرے امام کی، بلکہ تمام مسائل میں ایک معین امام کی پیروی واجب ہے۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ (جب جی چاہے عام حالات میں) حنفی شافعی ہو جائے یا شافعی حنفی ہو جائے بلکہ جو آج تک جس امام کا مقلد رہا آئندہ بھی اسی کی تقلید کرے اور اب تمام علما کا اتفاق ہے کہ چاروں اماموں کے علاوہ کسی اور امام و مجتہد کی تقلید جائز نہیں۔[۲]

سوالات و جوابات

سوال: تقلید کسے کہتے ہیں؟ لغوی اور شرعی معنی بتائیں!

جواب: (الف) تقلید کا لغوی معنیٰ ہے: گلے میں ہار یا پٹا ڈالنا۔

(ب) تقلید کا شرعی معنیٰ ہے کسی کے قول یا فعل کو اپنے اوپر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کام ہمارے لیے حجت ہے کیوں کہ یہ شرعی محقق ہے۔ جیسے کہ ہم مسائل شرعیہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول و فعل اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں ڈالتے۔[۳]

سوال: تقلید کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی؟ ہر ایک کو تعریف کے ساتھ بیان کریں۔

---

(۱) جاء الحق، از: مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ ا، ص ۱۷ مطبوعہ محمدی بکڈپو، جامع مسجد دہلی

(۲) قانون شریعت، از: شمس الدین جونپوری: ص ۵۱، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور

(۳) جاء الحق، از: مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ ا، ص ۱۳ مطبوعہ محمدی بکڈپو، جامع مسجد دہلی

جواب: تقلید کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ تقلید شرعی ۲۔ تقلید غیر شرعی

تقلید شرعی : شریعت کے احکام میں کسی کی پیروی کو تقلید شرعی کہتے ہیں ۔ جیسے نماز، روزہ کے مسائل میں ائمہ کرام کی پیروی کرنا۔

تقلید غیر شرعی: دنیاوی باتوں میں کسی کی پیروی کرنا۔ جیسے طبیب لوگ علم طب میں بوعلی سینا کی، شاعر لوگ داغ، مرزا غالب یا اقبال کی، سائنس میں نیوٹن اور آئنسٹائن کی پیروی کرنا اسی طرح ہر پیشہ ور اپنے پیشہ میں اس فن کے ماہرین کی پیروی کرتے ہیں، یہ تقلید دنیاوی ہے۔ (۱)

سوال: تقلید شرعی اور غیر شرعی کے کیا احکام ہیں؟

جواب: تقلید شرعی کا حکم: جو مسائل قرآن و حدیث یا اجماع امت سے اجتہاد و استنباط کر کے نکالے جائیں ان کا واضح حکم قرآن و حدیث میں نہ ہو یا جو بعد کی ایجادات ہوں ان مسائل میں غیر مجتہد پر تقلید کرنا واجب ہے۔ (۲)

تقلید غیر شرعی کا حکم : اگر کوئی عمل شریعت کے خلاف ہے تو اس میں کسی کی تقلید یا پیروی کرنا حرام ہے اور اگر شریعت کے خلاف نہ ہو تو جائز ہے۔ (۳)

سوال: کیا ہر شرعی مسئلہ میں تقلید ضروری ہے؟

جواب: نہیں، تقلید کو سمجھنے کے لیے اس تفصیل کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

شرعی مسائل تین طرح کے ہیں:

(۱) عقائد

(۲) وہ احکام جو صراحۃً قرآن پاک یا حدیث سے ثابت ہوں۔ اجتہاد کو ان میں دخل نہ ہو۔

---

(۱) ملتقطاً جاء الحق، از: مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ ۱، ص ۱۴ مطبوعہ محمدی بکڈپو، جامع مسجد دہلی

(۲) ملخصاً ایضاً ص ۱۷

(۳) ایضاً ص ۱۴

(۳) وہ مسائل جو قرآن یا حدیث سے اجتہاد یا استنباط کر کے نکالے جائیں۔

ان تینوں میں سے عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں ۔ مثلا: اگر کوئی پوچھے کہ توحید و رسالت تم نے کیسے مانی؟ تو یہ نہ کہا جائے گا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے کہنے سے یا کہ فقہ اکبر میں لکھا ہوا ہے اس لیے کہ یہ دلائل تو قرآن و حدیث میں واضح ہیں، لہٰذا ان کے ثبوت کے لیے کسی دوسرے کے حوالہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح واضح اور صاف احکام میں کسی کی تقلید جائز نہیں مثلا: پانچ نمازیں اور رمضان کے تیس روزے، زکاۃ اور حج کی فرضیت کے ثبوت میں کسی غیر کے قول کی حاجت نہیں۔ [1]

تقلید صرف تیسری قسم کے مسائل میں واجب ہے۔

سوال: کیا تقلید شخصی کا حکم قرآن سے ثابت ہے؟

جواب: جی، ہاں!، تقلید کا واجب ہونا قرآنی آیات، احادیث صحیحہ، اعمال امت اور اقوال مفسرین سے ثابت ہے۔ تقلید مطلق بھی اور تقلید مجتہدین بھی ہر ایک تقلید کا ثبوت ہے:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ [2]

ترجمہ: ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔ (کنزالایمان)

اس سے معلوم ہوا صراط مستقیم وہی ہے جس پر اللہ کے نیک بندے چلے ہوں۔ اور مفسرین، محدثین، فقہا، اولیاء اللہ، غوث، قطب اور ابدال اللہ کے نیک بندے ہیں وہ سب ہی مقلد رہے ہیں لہٰذا تقلید ہی سیدھا راستہ ہوا۔ کوئی محدث، مفسر اور ولی غیر مقلد نہ گزرے۔ غیر مقلد وہ ہے جو مجتہد نہ ہو، پھر تقلید بھی نہ کرے۔ جو مجتہد ہو کر تقلید نہ کرے وہ غیر مقلد نہیں۔ کیوں کہ مجتہد کو تقلید کرنا منع ہے۔

---

(۱) جاء الحق، از: مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ ۱، ص ۱۵، ۱۶، مطبوعہ محمدی بکڈپو، جامع مسجد دہلی

(۲) سورۂ فاتحہ: آیت: ۵/۶

اسی طرح اللہ رب العزت نے فرمایا:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا.[۱]

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (کنزالایمان)

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ طاقت سے زیادہ کام کی خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ تو جو شخص اجتہاد نہ کر سکے اور قرآن سے مسائل نہ نکال سکے۔ اس سے تقلید نہ کرانا اور اس سے استنباط کرانا طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ہے۔ جب غریب آدمی پر زکاۃ اور حج فرض نہیں ہے تو بے علم پر مسائل کا استنباط کرنا کیوں کر ضروری ہوگا؟، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان فرمادیا کہ:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.[۲]

ترجمہ: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں۔ (کنزالایمان)

اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ جو شخص جس مسئلہ کو نہ جانتا ہو وہ اہل علم سے دریافت کرے۔ وہ اجتہادی مسائل جن کے نکالنے کی ہم میں طاقت نہ ہو مجتہدین سے دریافت کیے جائیں گے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد تاریخی واقعات ہیں جیسا کہ اوپر کی آیت سے ثابت ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ اس لیے کہ اس آیت کے کلمات مطلق ہیں اور پوچھنے کی وجہ ہے نہ جاننا۔ تو جس چیز کو ہم نہ جانتے ہوں اس کا پوچھنا لازم ہے۔ چناں چہ ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ شرعی مسائل میں تقلید کرنا قرآن عظیم سے ثابت ہے۔[۳]

---

(۱) سورۂ بقرہ: آیت؛ ۲۸۶

(۲) سورۂ نحل: آیت؛ ۴۳

(۳) ■ ملخصًا جاء الحق، از: مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ ا، ص ۲۰ تا ۲۲ مطبوعہ محمدی بکڈپو، جامع مسجد دہلی

■ نیز دوماہی رضائے مدینہ جمشید پور اکتوبر نومبر ۲۰۱۷ از مفتی عبدالمالک مصباحی

جواب اپنی کاپی میں لکھیں!

سوال: تقلید کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

سوال: تقلید کس پر واجب ہے اور یہ کہاں سے ثابت ہے؟

سوال: کیا صحابہ اور بزرگان دین مقلد تھے؟

سوال: کس طرح کی تقلید کی ممانعت آئی ہے؟

سوال: شرعی مسائل کتنے طرح کے ہوتے ہیں؟

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
حجت	دلیل، برہان
محقق	وہ شخص جو بات کو دلیل سے ثابت کرے، تحقیق کرنے والا
دلیل	حجت، وجہ، ثبوت
کماحقہ	ٹھیک ٹھاک، بخوبی، جیسا اس کا حق ہے
طبقہ	منزل، درجہ، آدمیوں کا گروہ
اسلاف	بزرگان دین، اگلے وقتوں کے لوگ
مختصر	اختصار، خلاصہ، تھوڑا
معین	خاص، مقررہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۱۳]

ولایت کا بیان

لفظ ولی ''ولاء'' سے بنا ہے جس کے معانی ''نزدیکی اور مدد'' کے ہیں۔ ولی اس بندے کو کہا جاتا ہے جو فرائض کی ادائیگی سے اللہ کا قرب حاصل کرے اور اللہ کی اطاعت میں مشغول رہے اور اس کا دل اللہ کے نور جلال میں مستغرق رہے۔ جب دیکھے تو قدرت الٰہی کے دلائل دیکھے اور جب سنے تو اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اللہ کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے تو اطاعت الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی کام میں کوشش کرے جو قرب الٰہی کا ذریعہ ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا کسی غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفات اولیا کی ہیں۔ بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ عزوجل اس کا ولی و ناصر معین و مددگار ہو جاتا ہے۔[۱]

یاد رہے کہ ولایت قرب الٰہی کا ایک خاص مقام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے خاص فضل وکرم سے نواز تا ہے۔ نہ یہ کہ اعمال شاقہ (سخت مشکل اعمال) سے بندہ خود حاصل کر لے[۲] کہ ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے۔ ہاں! کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو وہ

---

(۱) صراط الجنان، از: مفتی قاسم عطاری، ج۴، ص ۳۴۴، تحت سورہ یونس: آیت ۶۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دہلی

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص ۲۶۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

اپنی راہ دکھاتا ہے[۱] اور یہ بھی ذہن نشیں کرلیں کہ اولیا کبھی غیر علما نہیں ہوئے اور نہ ہوسکتے ہیں جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ مَا اتَّخَذَ اللہُ وَلِیًّا جَاھِلًا .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں بنایا۔

اور یہ بات بھی ملحوظ نظر رہے کہ شریعت اور طریقت دو راہیں نہیں ہیں بلکہ امام مالک تو یہ فرماتے ہیں کہ:

عِلْمُ الْبَاطِنِ لَا یَعْرِفُہُ اِلَّا مَنْ عَلِمَ الظَّاھِرَ.

ترجمہ: علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہو۔

یعنی اولا ''علم''پھر''ولاء''حاصل ہوتی ہے[۲] خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبے پر پہنچنے سے پہلے ہی اللہ نے اس پر علوم منکشف کردیے ہوں۔[۳]

اولیاے کرام کا بڑا مقام ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمت دی ہے۔ ان میں جو اصحاب تصرف ہیں ان کو اختیار دیا جاتا ہے۔ یہ حضرات نبی کریم ﷺ کے سچے نائب ہوتے ہیں، ان کو اختیارات و تصرفات حضور ﷺ کی نیابت میں ملتے ہیں۔ علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں، ان میں بہت کو ما کان و ما یکون (جو ہو چکا ہے اور جو ہو گا) اور تمام لوح محفوظ پر آگاہی کا شرف حاصل ہوتا ہے مگر یہ سب حضور ﷺ کے واسطہ اور عطا سے ہوتا ہے بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا۔[۴]

---

(۱) الملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اول ص ۲۳ و ۲۴ مطبوعہ مشتاق بک کارنر، لاہور

(۲) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۲۱، ص ۵۳۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۲۶۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۴) ایضاً ص ۲۶۷۔۲۶۸

اولیاے کرام کی یہ طاقت دنیا سے جانے کے بعد ختم نہیں ہوجاتی اور معاذ اللہ وہ بے کار مٹی کے ڈھیر نہیں ہوجاتے بلکہ اللہ کے جو اولیا اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں اور انھیں رزق دیا جاتا ہے، وہ خوش حال ہیں، اسی لیے دوران حیات اور بعد وفات ان سے مدد مانگنا جائز ہے جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

جس سے اس کی زندگی میں مدد طلب کرنا جائز ہے اس سے بعدِ وفات بھی مدد مانگنا جائز ہے۔ اور یہ مدد فرماتے ہیں کہ بہت سے حضرات کو ان کی روح سے فیوض حاصل بھی ہوئے ہیں۔ (۱)

یہی وجہ ہے کہ اولیاے کرام کی ظاہری حیات میں ان کے فیوض و برکات پانے کے لیے لوگوں نے ان کے دست مبارک پر بیعت کی اور مرید ہوئے اور آج تک ان کے سلسلے جاری ہیں اور آج بھی اولیااللہ کے سلسلے میں داخل ہونا، ان کا مرید و معتقد ہونا دونوں جہان کی بھلائی اور برکت کا ذریعہ ہے، اور جس طرح ہم شریعت میں اپنے امام کی پیروی کرتے ہیں، اسی طرح طریقت میں اپنے پیر و مرشد کی پیروی کریں!

مگر یاد رہے کہ جب مرید ہونے کا ارادہ ہو تو پہلے اچھی طرح تفتیش کرلے ورنہ اگر کسی بدمذہب کے ہاتھ پر ہاتھ دے دیا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ پیر کے لیے چار شرطیں ہیں۔ بیعت سے پہلے ان کا لحاظ ضروری ہے:

اول: سنی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم: اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ ورنہ حلال، حرام، اور جائز و ناجائز کا فرق نہیں کرسکے گا اور کہیں حلت و حرمت میں خلط ملط کرکے اسی کی

---

(۱) ملخصًا اشعۃ اللمعات، از: شیخ عبدالحق محدث دہلوی: ج۱، ص ۷۶۲، مطبوعہ کوئٹہ

تعلیم بھی نہ دینے لگے۔

سوم: فاسق معلن نہ ہو۔ فاسق معلن کی توہین لازم ہے اور پیر کی تعظیم ضروری ہے۔

چہارم: اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متّصل ہو۔[1]

ان صفات کے حامل پیر سے بیعت کرکے اولیاے کرام کے سلسلے میں شامل ہو جانا بڑی برکتوں کا باعث ہے۔

سوالات و جوابات

سوال: کیا اولیاے کرام کو بھی احکام شرعیہ کی پابندی ضروری ہے۔؟

جواب: جی ہاں، بالکل! احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی خواہ وہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو چھٹکارا نہیں پاسکتا۔ بعض جاہل لوگ جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی ضرورت اس کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے انھیں فرمایا:

صَدَقُوْا لَقَدْ وَصَلُوْا وَلٰکِنْ اِلٰی اَیْنَ اِلَی النَّارِ.

ترجمہ: وہ سچ کہتے ہیں بے شک وہ پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم تک۔[2]

یعنی دنیا میں شرعی احکام جب انبیا پر ضروری تھے تو اولیا پر ان کی پابندی تو بدرجہ اولی لازم ہوگی۔

سوال: کرامت کسے کہتے ہیں اس کے بارے میں کیسا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: اولیاے کرام سے خلاف عادت جو امر واقع ہو اسے کرامت کہتے ہیں۔ کرامتِ

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۲۷۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) ایضاً ص۲۶۶

اولیا حق ہے یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس کا انکار نہیں کرتے مگر گمراہ و بدمذہب۔[۱]

سوال: اولیاے کرام کی کرامتیں کیسی ہوتی ہیں ؟

جواب: مردے زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین کو ایک قدم سے طے کر جانا غرض تمام خوارق عادت اولیاے کرام علیہم الرحمہ سے ممکن ہیں، سوائے اس معجزہ کے جس کے بارے میں دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے، جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ کے کلام حقیقی سے مشرف ہونا، ان کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے کافر ہے۔[۲]

سوال: اولیاے کرام کے مزارات پر حاضری دینا کیسا ہے ؟

جواب: اولیاے کرام کے مزارات پر حاضری دینا مسلمان مردوں کے لیے سعادت و برکت کی بات ہے۔[۳]

سوال: اولیاے کرام کو ایصال ثواب کرنا وران کے اعراس منانا کیسا ہے ؟

جواب: اولیاے کرام کو ایصال ثواب کرنا نہایت مستحسن اور موجبِ برکت ہے اسے عرف میں براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں، اس میں گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔

اولیاے کرام علیہم الرحمہ کے اعراس یعنی قرآن خوانی و نعت خوانی اور فاتحہ خوانی اور وعظ و ایصال ثواب بھی اچھی چیز ہے ؛ رہی بات منہیاتِ شرعیہ یعنی ناجائز امور کی تو وہ تو ہر حال میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ برے ہیں۔[۴]

---

(۱) منح الروض، از: ازہر القادری، ص ۸۷، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۲۶۹۔۲۷۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) ایضاً ص ۲۷۵

(۴) ایضاً ص ۲۷۶۔۲۷۷

جواب اپنی کاپی میں لکھیں!

سوال: ولی کسے کہتے ہیں اور ان کے بارے میں کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

سوال: کیا نرے جاہل لوگ ولی ہو سکتے ہیں؟

سوال: ولایت محنت سے حاصل ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ کے نوازنے سے؟

سوال: اولیا سے مدد طلب کرنا اور بعد وفات دور و نزدیک سے پکارنا کیسا ہے؟

سوال: پیر کے اندر کیا شرائط ہونے چاہیے؟

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
قرب	پاس، نزدیکی، مرتبہ، منزلت
اطاعت	تابع داری، فرماں برداری، تعمیل حکم
مستغرق	نہایت مصروف، ڈوبا ہوا، غرق شدہ
برگزیدہ	معزز
کسبی	اپنی کوشش سے حاصل کیا ہوا
محض عطائی	صرف عطائے الٰہی سے
اصحاب تصرف	قبضہ والے، اختیار والے
وساطت	وسیلہ، ذریعہ، واسطہ
تفتیش	چھان بین، پوچھ تاچھ، کھوج
خلط ملط	میل جول، گڈمڈ، درہم برہم
فاسق معلن	کھلم کھلا گناہ کرنے والا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۱۴]

فرشتوں کا بیان

فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں ۔ انھیں اللہ رب العزت نے ایسی طاقت عطا فرمائی کہ جو شکل چاہیں بنالیں کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں کبھی دوسری شکل میں [۱]، فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت [۲]۔ان کی اصل صورت بظاہر ہمیں نظر تو نہیں آتی لیکن ان کے وجود پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے ،جو شخص فرشتوں کے وجود کا انکار کرے یا یہ کہے کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں تو یہ دونوں باتیں کفر ہیں ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے [۳]۔

اللہ رب العزّت نے فرشتوں کو بڑا شرف عطا فرمایا ہے کسی فرشتے کے ساتھ ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے [۴] اسی طرح کسی فرشتے پر عیب لگانا مثلاً یہ کہنا کہ " حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی وہ ضرور کافر و مرتد ہے "[۵] یا یہ کہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے روح قبض کرنے میں غلطی کی یا یہ کہنا کہ " اللہ کو خبر نہیں اور فرشتے روح قبض کرنے

---

(۱) بہار شریعت ، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ص ۹۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ ، دہلی

(۲) ایضاً ۹۳

(۳) ایضاً ۹۵

(۴) ایضاً

(۵) ردالمختار، از: علامہ شامی: ج۶، ص ۳۶۴، مطبوعہ دار المعرفہ ، بیروت

آ گئے " صریح کفر ہے [۱] اس وجہ سے کہ ملائکہ خدا کے حکم کے علاوہ کچھ نہیں کرتے ، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطاً، وہ ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک ہیں [۲]۔

یہ مذکورہ عقائد تمام فرشتوں کے لیے عام ہیں لیکن تمام فرشتوں میں رُسُلِ ملائکہ کو اللہ رب العزّت نے افضل و اعلیٰ کیا ہے، ان کا رتبہ انبیاے کرام علیہم السلام کے بعد تمام مخلوق میں سب سے افضل ہے، رسلِ ملائکہ کا انبیاے کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام انسانوں سے افضل ہونا ضروریاتِ دین سے ہے جس کا انکار کفر ہے۔ [۳] تمام فرشتوں میں چار مقرب ترین ہیں جن کو عالم کے بڑے بڑے کام سپرد ہیں ان میں سے ایک جبرئیل علیہ السلام ہیں، دوسرے میکائیل علیہ السلام، تیسرے اسرافیل علیہ السلام اور چوتھے عزرائیل علیہ السلام ہیں۔ [۴]

سوالات وجوابات

سوال: کیا فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں ؟

جواب: جی ہاں، فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں ان کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔ [۵]

سوال: فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہنا کیسا ہے ؟

جواب: فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہنا کفر ہے۔ اللہ رب العزّت بیوی بچوں سے پاک ہے اللہ عزوجل کے لیے اولاد کہنا صریح کفر ہے، اس نے صاف لفظوں میں فرمادیا:

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۱۱، ص ۶۰۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۹۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) شرح العقائد، از: علامہ سعد الدین تفتازانی: ص ۱۶۶، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

(۴) ملتقطاً تکمیل الایمان، از: شیخ محقق دہلوی، ص ۶۲، مطبوعہ باب المدینہ کراچی

(۵) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۹۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ. وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ. [١]

ترجمہ: نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ (کنزالایمان)

سوال: فرشتوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

جواب: فرشتوں کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اس کے بتائے سے اس کا رسول۔ [٢] ہمیں ان کی تعداد کا کچھ علم نہیں۔

سوال: ملک الموت علیہ السلام کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟

جواب: ملک الموت علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے انھیں برا کہنا کفر ہے کہ وہ بے حکم الٰہی کے کسی کی روح قبض نہیں کرتے ملک الموت کی تعظیم تو اس حد تک ہے کہ اگر کوئی اپنے دشمن کو دیکھ کر قابل نفرت سمجھتے ہوئے یہ کہے کہ "ملک الموت آگیا" تو اس جملے کو قریب بہ کفر قرار دیا ہے۔ [٣]

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت جبرئیل امین سے افضل کہنا کیسا ہے؟

جواب: کفر ہے کیوں کہ جبرئیل امین علیہ السلام بھی رسل ملائکہ میں سے ہیں اور رسل ملائکہ انبیاے کرام کے علاوہ تمام بشر سے افضل ہیں لہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل ہوئے نیز رسل ملائکہ کی فضیلت تمام بشر پر ضروریات دین سے ہے جس کا منکر کافر ہے۔ [٤]

---

(١) سورۂ اخلاص: آیت: ١۔٤

(٢) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج: ١؛ حصہ ١؛ ص ٩٤، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(٣) بحر الرائق، از: علامہ زین الدین: ج ٥، ص ٢٠٥، مطبوعہ کوئٹہ

(٤) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج ١؛ ص ٦٦١، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

جواب کاپی میں لکھیں!

سوال: فرشتے اللہ تعالیٰ کی کیسی مخلوق ہیں؟ نوری، ناری یا خاکی؟

سوال: کسی ایک فرشتہ کو برا جاننا اور ان سے دشمنی رکھنا کیسا ہے؟

سوال: یہ کہنا کہ " حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی لانے میں غلطی ہو گئی کیسا ہے؟

سوال: فرشتہ کو کوئی خاص مخلوق نہ ماننا بلکہ نیکی کی قوت جاننا کیسا ہے؟

سوال: چار مشہور فرشتوں کے نام تحریر کریں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
قصداً	ارادہ کر کے، جان بوجھ کر
سپرد	حوالے کیا ہوا، سونپا ہوا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۱۵]

جِن کا بیان

جن اللہ رب العزت کی ایک مخلوق ہے جو آگ سے پیدا کی گئی ہے۔ اللہ رب العزت نے جنوں کی پیدائش کا تذکرہ بھی اپنے کلامِ پاک میں یوں فرمایا ہے:

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ۔ [1]

ترجمہ: اور جن کو پیدا فرمایا آگ کی لو (شعلے) سے۔ (کنزالایمان)

فرشتوں کی طرح یہ بھی بظاہر ہمیں نظر نہیں آتے یوں بھی جن کا معنیٰ ہوتا ہے ''چھپا ہوا'' لیکن ان کے وجود پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور ان کے وجود کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح بدی کی قوت کا نام جن رکھنا بھی کفر ہے [2]۔

ان کے شریروں کو ''**شیطان**'' کہتے ہیں۔ جنوں میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی مگر ان کے کفار کی تعداد زیادہ ہے اور ان کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سنی بھی ہیں اور بدمذہب بھی [3] لیکن ان میں فاسقوں کی تعداد زیادہ ہے۔

یوں ہی یہ بھی انسانوں کی طرح کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔

---

(۱) سورۂ رحمٰن: آیت: ۱۵

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۵۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۳) ایضًا

سوالات وجوابات

سوال: کیا جنات اور شیاطین غیب جانتے ہیں اور ان سے آئندہ کی باتیں پوچھنا کیسا ہے؟

جواب: جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی باتیں پوچھنا جائز نہیں بلکہ شرعًا حرام ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ جن کو غیب کا علم ہے کفر ہے[۱]۔

سوال: جس طرح ایک فرشتہ ہر وقت ہمارے ساتھ رہتا ہے کیا اسی طرح جن بھی ہمارے ساتھ رہتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اللہ رب العزت نے ہر انسان کے ساتھ ایک ہمزاد فرشتہ اور ہمزاد شیطان کو پیدا فرمایا ہے جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہتا ہے، فرشتہ ہمیں نیکی کی طرف مائل کرتا ہے اور جن برائی کی طرف[۲]۔

سوال: کیا آسیب، بھوت اور چڑیل وغیرہ کا بھی وجود ہے؟

جواب: جی ہاں! جن اور ناپاک روحیں مرد و عورت، احادیث سے ثابت ہیں اور وہ اکثر ناپاک موقعوں پر ہوتی ہیں۔ انھیں سے پناہ کے لیے استنجا خانہ میں جانے سے پہلے یہ دعا پڑھنے کا حکم ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ.[۳]

ترجمہ: میں گندگی اور ناپاک چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

یا اسی طرح کی اور بھی دعائیں جو منقول ہیں اسی وجہ سے ہیں۔

---

(۱) فتاویٰ افریقہ، از: امام احمد رضا، ص ۱۷۸، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

(۲) مخلصا فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج، ص ۲۱۶۔۲۱۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) ایضًا ص ۲۱۸

سوال: کیا جن بھی شرعی احکام کے مکلّف ہیں؟

جواب: جی ہاں! جن بھی اسلامی شریعت کے مکلّف ہیں۔[۱]

سوال: کیا جنوں کے لیے بھی جنوں میں سے انبیا ہیں؟

جواب: نہیں! جنوں میں کوئی نبی ورسول نہیں ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے کیوں کہ نبی ہونے کے لیے انسان ہونا شرط ہے۔[۲] ان کے نبی بھی حضور ﷺ ہی ہیں۔

جواب اپنی کاپی میں لکھیں!

سوال: جنات کے وجود کا انکار کرنا کیسا ہے؟

سوال: جنات کو عالم غیب ماننا اور اس کے علم کو نبی کے علم سے زیادہ بتانا کیسا ہے؟

سوال: کیا جنوں کے لیے جنوں میں سے انبیا منتخب کیے گئے ہیں؟

سوال: جن اللہ تعالیٰ کی کیسی مخلوق ہے؟ نوری، ناری یا خاکی؟

سوال: جن اور شیاطین سے محفوظ رہنے کی دعا لکھیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
بظاہر	جو صاف دکھنے میں آئے
نرے جاہل	بالکل جاہل، ان پڑھ
ہمزاد	ہم شکل

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(۱) فتاویٰ شارح بخاری، از: مفتی شریف الحق امجدی: ج۱؛ ص ۶۶۵، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، مئو

(۲) ایضاً ص ۶۶۶

سبق نمبر [۱۶]

موت، قبر اور عالم برزخ کا بیان

موت:

ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے نہ اس میں کمی ہو سکتی ہے اور نہ بیشی جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کے لیے آتے ہیں اسی کو "موت" کا وقت کہتے ہیں۔ جس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ.[۱]

ترجمہ: پھر جب ان کا وعدہ (موت) آئے گا نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔ (کنزالایمان)

موت کا معنیٰ روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے نہ یہ کہ روح مر جاتی ہے، اس پر اللہ کا یہ ارشاد شاہد ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ.[۲]

ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (کنزالایمان)

چکھنے کا مطلب ہی ہے کہ روح فنا نہیں ہوتی جو روح کو فنا مانے بدمذہب ہے۔[۳] لہٰذا

---

(۱) سورۂ نحل: آیت: ۶۱

(۲) سورۂ انبیاء: آیت: ۳۵

(۳) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج:۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۰۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

ثابت ہو گیا کہ مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن سے باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جدا ہو گئی، مگر بدن پر جو چیز گزرے گی روح ضرور اس سے آگاہ و متاثر ہو گی، جس طرح دنیا کی زندگی میں ہوتی ہے، بلکہ اس سے زائد۔ دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہوا، نرم فرش، لذیذ کھانا سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں، مگر راحت و لذت روح کو پہنچتی ہے اور اس کے برعکس اثرات بھی جسم ہی پر وارد ہوتے ہیں اور تکلیف و اذیت روح پاتی ہے، بالکل یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔ (۱)

قبر:

جب مسلمان کی روح قبض ہو جائے تو فاسق ہو یا نیک اسے غسل دے کر اس پر نماز جنازہ پڑھ کر قبر کھود کر دفن کرنا مسلمانوں کے ذمے فرض کفایہ ہے۔ چناں چہ جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت اس کو قبر دباتی ہے اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کہ ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے چمٹا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اسے اس زور سے دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر ہو جاتی ہیں (۲) یعنی وہی قبر نیک مسلمان کے لیے باغ مسرت اور خوشی کا سامان ہوتی ہے اور نافرمان و کفار کے لیے عذاب کا ذریعہ اور تکلیف کا گھر۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّار. (۳)

ترجمہ: بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

عذاب قبر حق ہے، اس کا منکر گمراہ ہے، اسی طرح قبر میں نعمتیں ملنا بھی حق ہے اور یہ

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۰۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) ایضًا ص ۱۰۵

(۳) سنن الترمذی، از: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: ج ۴، ص ۲۰۹ الحدیث ۲۴۶۸، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

جسم و روح دونوں پر ہیں یعنی عذاب کی تکلیف اور ثواب کی راحت روح کے ساتھ ساتھ جسم کو بھی محسوس ہوگی، جسم اگرچہ گل جائے، جل جائے، خاک ہوجائے مگر اس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے اور عذاب و ثواب انھیں پر وارد ہوگا۔

عالم برزخ:

مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور دنیا ہے جسے برزخ کہتے ہیں، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾. [۱]

ترجمہ: اور ان کے آگے ایک روکاوٹ ہے اس دن تک جب وہ اٹھائے جائیں گے۔ (کنزالایمان)

اسی عالم برزخ میں تمام انس و جن کو حسب مراتب رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بڑا ہے دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے۔[۲] مرنے کے بعد عالم برزخ میں مسلمان کی روحیں حسب مراتب مختلف مقاموں میں رہتی ہیں، بعض کی قبر پر، بعض کی چاہ زمزم شریف میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے، دوسرے اور ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں، مگر کہیں ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق بدستور رہتا ہے جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتے پہچانتے اور اس کی بات سنتے ہیں بلکہ روح کا دیکھنا قبر کے قریب ہی سے خاص نہیں اس کی مثال حدیث پاک میں اس طرح فرمائی کہ ایک پرندہ پہلے پنجرے میں بند تھا اور اب آزاد کردیا گیا۔

---

(۱) سورۂ مومنون: آیت؛۱۰۰

(۲) ملخصا فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج۹، ص ۷۰۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

ائمہ کرام فرماتے ہیں:

اِنَّ النُّفُوْسَ الْقُدْسِیَۃ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ العَلَائِقِ الْبَدْنِیَّۃِ اِتَّصَلَتْ بِالْمَلَاِ الْاعْلٰی وَ تَرٰی وَ تَسْمَعُ الْکُلِّ کَالْمُشَاھِد۔

ترجمہ: بے شک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں توسب کچھ ایسے دیکھتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔

اور حدیث میں فرمایا گیا:

اِذَا مَاتَ الْمُوْمِنُ یُخَلّٰی سَرْبُہٗ یُسْرَحْ حَیْثُ شَاء۔

ترجمہ: جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔ یعنی عالم برزخ میں مسلمانوں کے یہ مقامات ہیں۔

اب رہیں کافروں کی خبیث روحیں توان میں سے بعض کی روحیں ان کے مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہ برہوت میں یہ یمن میں ایک نالہ ہے، بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک بعض کی اس کے بھی نیچے سجین (جہنم کی ایک وادی کا نام ہے) میں، وہ کہیں بھی ہوں خود اس کی قبر یا مرگھٹ پر جو گزرے اسے دیکھتے پہچانتے بات سنتے ہیں مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں کہ قید ہیں [1]۔ جس کا ثبوت اس حدیث سے ملتا ہے کہ جب صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے کفار کی ارواح کے بارے میں سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

مَحْبُوْسَۃٌ فِی سِجِّیْن۔ [2]

ترجمہ: ان کی روحیں جہنم کی وادی سجین میں مقید ہیں۔

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ ۱؛ ص۱۰۱ تا ۱۰۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) شرح الصدور، ص ۲۳۲

سوالات وجوابات

سوال: کیا صرف جن، جادو یا مرض کسی کو مار سکتے ہیں؟

جواب: ہرگز نہیں، یہ سب اسباب اور ذریعہ تو ہو سکتے ہیں لیکن بذات خود ان میں سے کوئی کسی انسان کو موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتا کیوں کہ زندگی اور موت دینے والا اللہ رب العزت ہے، جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ فَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ.[1]

ترجمہ: وہی ہے کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے، پھر جب کوئی حکم فرماتا ہے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا جبھی وہ ہو جاتا ہے۔ (کنز الایمان)

لہٰذا اسی کے چاہنے سے کوئی مرتا ہے نہ یہ کہ صرف جن، سحر اور مرض کی وجہ سے۔

سوال: یہ عقیدہ رکھنا کہ ”مرنے کے بعد روح کسی دوسرے کے بدن میں چلی جاتی ہے“ کیسا ہے؟

جواب: یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے کے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ کسی آدمی کا بدن ہو یا کسی جانور کا جس کو ”**تناسخ یا آواگون**“ کہتے ہیں محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے[2]۔

سوال: اگر مردے کو قبر میں دفن نہ کریں تو کیا اس پر عذاب نہیں ہوگا؟

جواب: ایسا ہرگز نہیں ہے کہ مردہ قبر میں دفن نہیں ہوگا تو اس پر عذاب نہیں ہوگا یا ثواب بھی نہ ہوگا بلکہ حق یہ ہے کہ مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو اس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اسے پہنچے گا،

---

(۱) سورۂ غافر: آیت: ۶۸

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۰۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال و ثواب و عذاب جو کچھ ہو پہنچے گا[۱]۔

سوال: کن بزرگ ہستیوں کے جسم مرنے کے بعد بھی زمین نہیں کھا سکتی ؟

جواب: انبیاے کرام علیہم السلام اور اولیاے کرام و علماے دین شہدا و حفاظِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی ہو اور وہ کہ اپنے اکثر اوقات درود شریف پڑھنے میں مصروف رکھتے ہوں ، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیاے کرام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے "کہ مر کے مٹی میں مل گئے" گمراہ و بددین خبیث مرتکب توہین ہے[۲]۔

سوال: کیا عام انسان بھی مرنے کے بعد قبر کے باہر کی باتیں سن سکتے ہیں ؟

جواب: جی ہاں ، عام انسان بھی مرنے کے بعد کلام سنتے ہیں اور ان کے کلام کو عوام جن اور انسان کے علاوہ تمام حیوانات وغیرہ سنتے ہیں[۳]۔

جواب اپنی کاپی میں لکھیں!

سوال: موت ، قبر اور عالم برزخ کسے کہتے ہیں ؟

سوال: کیا اچھے ڈاکٹر کو نہ دکھانے کی وجہ سے موت جلدی ہو جاتی ہے ؟

سوال: جو روح کو فنا مانے اس کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

سوال: عذاب و ثواب قبر کا منکر کون ہے ؟

سوال: عالم برزخ میں مسلمانوں اور کفار کی کیا کیفیت ہوگی ؟

---

(۱) بہار شریعت ، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۱۳ ، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ ، دہلی

(۲) ایضاً ص ۱۱۴

(۳) ایضاً ملتقطا ص ۱۰۴

﴿مشکل الفاظ کے معانی﴾

الفاظ	معانی
آگاہ	خبردار
برعکس	الٹ، خلاف
فنا	نیست و نابود، ہلاکت، موت
حسب مراتب	درجے اور مرتبے کے اعتبار سے
مرگھٹ	شمشان، ہندوؤں کے مردہ جلانے کی جگہ
معصیت	گناہ، خطا، قصور، نافرمانی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۱۷]

قیامت کا بیان

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، جزا و سزا، عذابِ قبر وغیرہ حق ہیں، ان سب پر ہمارا ایمان ہے، اسی طرح سے یہ بھی ماننے میں ذرہ برابر شک نہیں کرنا چاہیے کہ قیامت قائم ہوگی اس کا انکار کرنے والا کافر ہے[۱]۔ جسم کے اجزا اگرچہ مرنے کے بعد جدا جدا ہوگئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہوگئے مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزا کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا۔ قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، ناختنہ شدہ اٹھیں گے، کوئی پیدل، کوئی سوار اور ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو اور کسی پر تین کسی پر چار، کسی پر دس ہوں گے، کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدان حشر کو جائے گا، کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی۔ یہ میدان حشر ملک شام کی زمین پر قائم ہوگا، زمین ایسی ہموار ہوگی کہ ایک کنارے پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے۔

اس دن زمین تانبے کی ہوگی اور سورج ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ اور سورج اتنا قریب ہوگا کہ اس کی تپش کون بیان کر سکے؟ اللہ عزّوجل اپنی پناہ میں رکھے، بھیجے کھولتے ہوں گے اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا کسی کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کی کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا۔ جس میں وہ ڈبکیاں

---

(۱) سورۂ حج: آیت: ۷۔

کھائے گا اس گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی محتاج بیان نہیں زبان سوکھ کر کانٹا ہوجائے گی، بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی، دل ابل کر گلے کو آجائے گا، ہر انسان اپنے گناہ کے اعتبار سے تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا[1]۔ یہ تو قیامت کی ہولناکیوں کی جھلک ہے بقیہ تمام علم اللہ کے پاس ہے۔

سوالات و جوابات

سوال: قیامت کی چند نشانیاں تحریر کریں!

جواب: قیامت کے آنے سے پہلے دنیا سے عِلم اُٹھ جائے گا، عالِم باقی نہ رہیں گے، جہالت پھیل جائے گی، بدکاری اور بے حیائی زیادہ ہوگی، عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جائے گی۔ بڑے دَجّال کے سوا تیس دَجّال اور ہوں گے، ہر ایک ان میں سے نبوّت کا دعویٰ کرے گا باوجود یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوّت ختم ہو چکی ہے۔ ان میں سے بعض دجّال تو گزر چکے جیسے مسیلمہ کذّاب، اسود عنسی، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی، بعض اور باقی ہیں وہ بھی ضرور ہوں گے، مال کی کثرت ہوگی، عرب میں کھیتی، باغ، نہریں ہو جائیں گی، دین پر قائم رہنا مشکل ہوگا۔ وقت بہت جلد گزرے گا، زکوٰۃ دینا لوگوں کو دشوار ہوگا، عِلم کو لوگ دنیا کے لیے پڑھیں گے، مَرد عورتوں کی اطاعت کریں گے۔ ماں باپ کی نافرمانی زیادہ ہوگی، شراب نوشی عام ہو جائے گی، نااہل سردار بنائے جائیں گے، نہرِ فرات سے سونے کا خزانہ کھلے گا۔ زمین اپنے اندر دفن شدہ خزانے اُگل دے گی، امانت غنیمت یعنی مفت کا مال سمجھی جائے گی، مسجدوں میں شور مچیں گے، فاسق سرداری کریں گے، فتنہ انگیزوں کی عزّت کی جائے گی، گانے باجے کی کثرت ہوگی۔ پہلے بزرگوں کو لوگ بُرا بھلا کہیں گے،

(۱) ملخصا بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۱۲۹ تا ۱۳۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

کوڑے کی نوک اور جوتے کے تسمے باتیں کریں گے، دَجّال اور دَابَّۃ الارض اور یاجُوج ماجُوج نکلیں گے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے، سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ [(۱)]

سوال: کیا قیامت کے دن صرف روحیں جمع ہوں گی یا جسم بھی؟

جواب: اس دن لوگ روح و جسم دونوں کے ساتھ اٹھیں گے اور جمع ہوں گے جس طرح دنیا میں دونوں ساتھ ہیں کیوں کہ حشر صرف روح کا نہیں، بلکہ روح اور جسم دونوں کا ہے، جو کہے کہ صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے وہ کافر ہے۔ [(۲)]

سوال: کیا ہمارا یہی جسم قیامت میں اٹھے گا جس کے ساتھ ابھی ہم ہیں؟

جواب: جی ہاں، دنیا میں جو روح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اس روح کا حشر اسی جسم میں ہوگا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ روح متعلق کر دی جائے گی۔ [(۳)]

سوال: قیامت کے دن ہمارے عظمت والے نبی ﷺ کو ملنے والے چند فضائل شمار کرائیں۔

جواب: **اذن شفاعت:** ہمارے نبی کریم ﷺ کو اللہ رب العزت شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا، آپ کی شفاعت گنہ گار مؤمنین اور اہل کبائر کے لیے بھی ہوگی۔ [(۴)]

حوض کوثر: اللہ رب العزت اپنے حبیب کریم ﷺ کو حوض کوثر عطا فرمائے گا،

---

(۱) کتاب العقائد، از: صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی، ص۳۶۔۳۷، مطبوعہ مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

(۲) المعتقد المنتقد، از: علامہ فضل الرسول بدایونی، ص۱۸۱، مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی

(۳) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص۱۳۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۴) ملخصًا الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابو حنیفہ: ص۷۲: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

اس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے،اس کے کناروں پر موتی کے قبے ہیں،اس کی مٹی نہایت خوش بودار مشک کی ہے،اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور مشک سے زیادہ پاکیزہ اور اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ ہیں، جو اس کا پانی پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔(۱)

مقامِ محمود: حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ مقامِ محمود عطا فرمائے گا، کہ تمام اولین و آخرین حضور ﷺ کی حمد و ستائش کریں گے۔(۲)

لواء الحمد: حضور ﷺ کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا، جس کو لواء الحمد کہتے ہیں، تمام مؤمنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک اسی کے نیچے ہوں گے۔(۳)

سوال: روز قیامت کے تین ایسے معاملات شمار کرائیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب: **نامۂ اعمال:** قیامت کے دن ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا، نیکوں کے دہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں (۴)، کافر کا سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس سے پس پشت نکال کر نامۂ اعمال پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔(۵)

حساب: قیامت کے دن بندے سے اس کے اعمال کے بارے میں جو باز پرس ہوگی اسے حساب کہتے ہیں، حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے، حساب کا منکر کافر ہے۔(۶)

---

(۱) ملخصاً بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۴۵، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) ایضاً ص ۱۴۶، الاسراء ۷۹

(۳) ایضاً ۱۴۷، سنن الترمذی، از: ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی: ج۵، ص ۵۴۴، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

(۴) سورۂ حاقہ: آیت: ۱۹ تا ۲۵

(۵) سورۂ انشقاق: آیت: ۱۰۔ ۱۲

(۶) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۴۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

میزان: قیامت کے دن میزان پر اعمال کا وزن ہونا بھی حق ہے[(۱)] اس پر لوگوں کے اعمالِ نیک و بد تولے جائیں گے، لیکن یہاں نیکی کا پلہ بھاری ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ اوپر اٹھے، دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔[(۲)]

جواب اپنی کاپی میں لکھیں!

سوال: قیامت کسے کہتے ہیں اور اس پر ایمان لانا کیسا ہے؟

سوال: کیا واقعی قیامت کے دن حضور ﷺ کی عزت افزائی ہوگی؟ اگر ہاں تو کس طرح؟ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

سوال: ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے کہ ”انسان مرنے کے بعد مٹی میں مل کر ہمیشہ کے لیے ختم ہوجاتا ہے، قیامت میں دوبارہ اٹھنا ناممکن ہے“؟

سوال: قیامت کے دن کے کچھ احوال بیان کریں۔

سوال: قیامت کے بیان سے متعلق پانچ عقائد تحریر کریں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
اجزا	جزکی جمع، یعنی حصے، ٹکڑے
ناختنہ شدہ	بغیر ختنہ کیے ہوئے

---

(۱) الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابوحنیفہ: ص ۷۲: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۴۶، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

ہموار	برابر جس میں اونچ نیچ نہ ہو
تپش	گرمی، حرارت، سورج کی تمازت
ٹخنہ	پاؤں کی وہ ابھری ہوئی ہڈی جو پنڈلی یا پاؤں کے نیچے کی جوڑ پر ہوتی ہے
حمد و ستائش	تعریف و توصیف
پس پشت	پیٹھ کے پیچھے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۱۸]

جنت اور دوزخ کا بیان

جنت:

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے اس میں وہ نعمتیں مہیا کی گئی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔ جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لیے ہے ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ چیز کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ مناسبت نہیں، وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے اور اس کا دوپٹا دنیا و مافیہا سے بہتر۔

جنت کتنی وسیع ہے اس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی جانیں اجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں میں وہ دوری ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ [1]

جہنم:

یہ ایک مکان ہے کہ اس قہار و جبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اس کی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں، اسی طرح اس کے غضب و قہر کی کوئی حد نہیں ہر وہ تکلیف جس کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، قرآن مجید و احادیث

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۵۲۔ ۱۵۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

میں جواس کی سختیاں بیان کی گئی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

جہنم کی چنگاریاں اونچے اونچے محلوں کے برابر اڑیں گی گویا زرد اونٹوں کی لائن کہ لگاتار آتی رہیں گی۔ آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہیں، یہ جو دنیا کی آگ ہے اس آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا اسے آگ کی جوتیاں پہنادی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اسی پر ہورہا ہے حالاں کہ سب سے ہلکا ہے۔ جہنم کی آگ کا یہ عالم ہے کہ جہنم سے سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مرجائیں، اگر جہنم کا کوئی داروغہ اہل دنیا پر ظاہر ہو تو زمین کے رہنے والے اس کی ہیبت سے مرجائیں، اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انھیں قرار نہ آئے۔

دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کتنی گہری ہے، حدیث میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی اور اگر انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین پر پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا، حالاں کہ یہ پانچ سو برس کی راہ ہے۔ (۱)

سوالات و جوابات

سوال: جنت و دوزخ کا انکار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جنت و دوزخ حق ہیں، ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (۲) کہ جنت و دوزخ کی خبر خود رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔ چناں چہ جنت کے متعلق ارشاد فرمایا:

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۶۳۔۱۶۶، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) ایضاً ص ۱۵۰

وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ (۱)

ترجمہ: اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں پرہیز گاروں کے لیے تیار رکھی ہے۔ (کنزالایمان)

اور جہنم کے بارے میں ارشاد ہوا:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔ (۲)

ترجمہ: توڑرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لیے۔ (کنزالایمان)

سوال: جنت ودوزخ بن چکے ہیں یا قیامت کے دن بنیں گے؟

جواب: جنت و دوزخ تو بن چکے ہیں اور ان کے بنے ہوئے ہزارہا سال ہوئے اور وہ اب موجود ہیں، ایسا نہیں کہ اس وقت تک پیدا نہ ہوئیں، قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔ (۳)

سوال: جنتیوں کے لیے سب سے بڑا انعام کیا ہوگا؟

جواب: جنتیوں کے لیے سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، جب جنتی جنت میں جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: کچھ اور چاہتے ہو جو تم کو دوں؟ تو وہ عرض کریں گے: "تونے ہمارے چہرے روشن کیے، جنت میں داخل کیا، جہنم سے نجات دی"، اس وقت وہ پردہ جو کہ مخلوق پر تھا ہٹ جائے گا، تو دیدار الٰہی سے بڑھ کر کوئی نعمت اور خوشی نہ ملی ہوگی، اسی منظر کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

فَیُكْشِفُ الْحِجَابُ، فَمَا اُعْطُوْا شَیْئًا اَحَبَّ اِلَیْهِمْ مِنَ النَّظْرِ اِلٰی رَبِّهِمْ۔ (۴)

---

(۱) سورۂ آل عمران: آیت؛ ۱۳۳

(۲) سورۂ بقرہ: آیت؛ ۲۴

(۳) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۵۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۴) صحیح مسلم، از: امام ابوالحسین مسلم، ص ۱۱۰، الحدیث ۱۸۱، مطبوعہ دار المغنی عرب شریف

ترجمہ: اس وقت وہ پردہ جو کہ مخلوق پر تھا ہٹ جائے گا تو دیدار الٰہی سے بڑھ کر کوئی نعمت اور خوشی نہ ہوگی۔

سوال: جنت کے کتنے درجات ہیں؟

جواب: جنت کے آٹھ درجات ہیں، اور وہ یہ ہیں:

(۱) دار الجلال (۲) دار القرار (۳) دار السلام

(۴) جنت عدن (۵) جنت ماویٰ (۶) جنت خلد

(۷) جنت فردوس (۸) جنت نعیم۔ (۱)

سوال: جہنم کے کتنے دروازے ہیں؟

جواب: جہنم کے سات دروازے ہیں، اللہ رب العزت نے جہنم کے متعلق ارشاد فرمایا:

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَاب. (۲)

ترجمہ: اس کے سات دروازے ہیں۔ (کنزالایمان)

جواب اپنی کاپی میں لکھیں!

سوال: جنت و دوزخ کسے کہتے ہیں؟

سوال: جنت و دوزخ کا انکار کرنا کیسا ہے؟

سوال: اختصار کے ساتھ جنت کے احوال بیان کریں!

---

(۱) تفسیر روح البیان، از: شیخ اسماعیل حقی: تحت سورہ صف: آیت ۱۲، ج۹، ص۵۰۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۲) سورۂ حجر: آیت ۴۴۔

سوال: جنت کے کتنے درجے ہیں ناموں کے ساتھ شمار کریں!

سوال: جہنم کی ہولناکیاں تحریر کریں!

﴿مشکل الفاظ کے معانی﴾

الفاظ	معانی
مہیا	تیار، آمادہ، حاضر
دنیاومافیہا	ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے
اجمالی بیان	مختصر، سرسری بیان

سبق نمبر [۱۹]

ایمان کا بیان

اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضور نبی کریم ﷺ پر جو کچھ نازل ہوا ان سب باتوں کی تصدیق کرنے اور ضروریاتِ دین میں سے ہر ایک ضرورتِ دینی کو سچے دل سے ماننے کو "ایمان" کہتے ہیں۔ ضروریاتِ دین وہ احکام و مسائل ہیں جو قرآن کریم یا حدیث متواتر یا اجماع سے اس طرح ثابت ہوں کہ ان میں رد و بدل کی کوئی گنجائش نہ ہو، نہ تاویل کی کوئی راہ ہو اور ان مسائل کا دین سے ہونا خواص و عوام (عوام سے مراد وہ لوگ ہیں جو علما تو نہ ہوں لیکن علما کی صحبت میں رہتے ہوں، ان کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوں اور مسائل شرعیہ سے ذوق رکھتے ہوں) سبھی جانتے ہوں۔ جیسے اللہ کا ایک ہونا، انبیا کی نبوت، حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا، جنت و دوزخ، حشر و نشر وغیرہ۔[۱]

یہ وہ باتیں ہیں جن میں ذرا بھی شک و شبہ ہونے سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ نیز حضور ﷺ کی حقانیت و صداقت پر سچے دل سے یقین رکھنا، اللہ عزّوجل اور رسول اللہ ﷺ کی محبت تمام محبتوں پر غالب جاننا، اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت اور دشمنوں سے دشمنی رکھنا، ہر کام اللہ کی خوشنودی کے لیے کرنا ایمانِ کامل کہلاتا ہے اور یہ نیکوں جیسا اچھا ایمان ہے۔[۲]

اصل ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا یعنی ایمان و کفر میں واسطہ نہیں آدمی مسلمان ہو گا یا

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج:۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۷۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) صحیح البخاری، از: امام ابو عبد اللہ اسماعیل بخاری: الحدیث ۱۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

کافر تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر[1]۔ مختصر یہ کہ ایمان نام ہے مذکورہ امور کی تصدیق کا، ان امور کے اعتبار سے جن پر ایمان لانے سے کوئی مؤمن بنتا ہے، کم و بیش نہیں ہوتا البتہ درجاتِ یقین و تصدیق کے لحاظ سے ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔[2]

سوالات و جوابات

سوال: ایمان کی لغوی و اصطلاحی تعریف کیا ہے؟

جواب: **لغوی تعریف**: ایمان لغت میں تصدیق کرنے کو کہتے ہیں۔ ایمان کا لغوی معنٰی ہے: امن دینا۔ چوں کہ مومن اچھے عقیدے اختیار کر کے اپنے آپ کو ہمیشگی والے عذاب سے امن دے دیتا ہے اس لیے اچھے عقیدوں کے اختیار کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔[3]

اصطلاحی تعریف: سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرنا جو ضروریاتِ دین سے ہیں ایمان کہلاتا ہے۔[4]

سوال: ایمان میں کمی بیشی کیوں نہیں ہوتی، آسان کر کے سمجھائیں۔

جواب: ایمان میں کمی بیشی نہ ہونے کی وجہ کو آسان انداز میں یوں سمجھیں کہ ایمان قابل زیادت و نقصان نہیں، اس لیے کہ کمی بیشی اس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق اعتماد و یقین کی ایک کیفیت کا نام ہے۔[5] اور اصل کیفیت میں کمی و بیشی نہیں ہوتی بلکہ اس میں شدت و ضعف کا فرق

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ ۱؛ ص۱۸۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) ملخصًا الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابو حنیفہ: ص۲۶۔۲۷: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

(۳) تفسیر نعیمی، از: مفتی احمد خان نعیمی: ج۱، ص۸، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز

(۴) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ ۱؛ ص۹۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۵) ایضًا ص۱۸۰

آتا ہے۔ اسی عتبار سے کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تنہا ایمان اس امت کے تمام افراد کے ایمان کے مجموعہ پر غالب ہے۔ یہ قول اور یہ شہادت دراصل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے، چناں چہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا:

لَوْوُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَہْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِہِمْ۔ (۱)

ترجمہ: اگر ابو بکر اور تمام زمین والوں کے ایمان کا موازنہ کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان سب پر بھاری ہوگا۔

سوال: ایمان کامل کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ کو ایک جاننا، حضور ﷺ کو ہر بات میں سچا جاننا حضور ﷺ کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے اور جو ان باتوں کو مانے گا اسے مسلمان جانیں گے جب کہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت تمام لوگوں سے زیادہ ہو، اسی طرح اللہ اور رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ دشمن ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں، بدگو سے دشمنی رکھے اگرچہ جگر کے ٹکڑے ہوں، جو کچھ دے اللہ کے لیے دے اور جو کچھ روکے اللہ کے لیے روکے اس کا "ایمان کامل" ہے۔ جیساکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ و اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔ (۲)

ترجمہ: جو محبت کرے اللہ کے لیے، نفرت کرے اللہ کے لیے اور کسی کو کچھ دے تو اللہ کے لیے اور کسی سے کچھ روکے وہ بھی اللہ کے لیے تو اس نے ایمان کو مکمل کر لیا۔

سوال: کیا گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے بندہ کافر ہو جاتا ہے؟

---

(۱) شعب الایمان، از: امام ابو بکر احمد بیہقی: ج ۱، ص ۶۹، الحدیث ۳۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۲) فتاویٰ رضویہ، از: امام احمد رضا، ج ۱۱، ص ۸۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

جواب: ہرگز نہیں، شرک اور کفر سے کمتر درجہ کے جتنے بھی گناہ ہیں ان کے کرنے سے بندہ کافر نہیں ہوتا، ان کا مرتکب اگر بغیر توبہ کے حالتِ ایمان میں مرجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے گا، چاہے تو اسے عذاب دے چاہے تو اسے اپنے عذاب سے مکمل طور سے بچالے۔[۱] جس پر خود اللہ کا فرمان شاہد ہے:

وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ.[۲]

ترجمہ: اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔ (کنزالایمان)

کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں عادل ہونے کے علاوہ ان پر فضل وعنایت کرنے والا بھی ہے۔ وہ کبھی بندے کو کئی گنا زیادہ ثواب عطا کرتا ہے اور کبھی عدل کے تقاضوں کے تحت اسے اس کے گناہ کی سزا دیتا ہے اور کبھی اس کے جرم کو اپنے فضل وکرم سے معاف بھی کردیتا ہے۔[۳]

سوال: ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے اور دین کسے کہتے ہیں؟

جواب: حقیقت میں ایمان اور اسلام میں کوئی فرق نہیں اگرچہ لغوی اعتبار سے کچھ فرق ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کے احکام کو تسلیم کرنے اور اس کی اطاعت کا نام ہے۔ لیکن ایمان کے بغیر اسلام کا تصور ممکن نہیں اسی طرح اسلام کے بغیر ایمان کا تصور نہیں گویا دونوں ایک ہی چیز کا سیدھا اور الٹا رخ ہے، جب کہ دین نام ہے ایمان، اسلام اور تمام شرعی احکامات کے مجموعے کا۔[۴]

---

(۱) الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابوحنیفہ: ص۲۵: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

(۲) سورۂ نساء: آیت: ۴۸

(۳) الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابوحنیفہ: ص۲۵: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

(۴) الفقہ الاکبر، از: امام اعظم ابوحنیفہ: ص۲۷: مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

جواب اپنی کاپی میں لکھیں!

سوال: ایمان کامل کسے کہتے ہیں؟

سوال: کیا گناہ کبیرہ کی وجہ سے ایمان ختم ہو جاتا ہے؟

سوال: کیا مؤمن اور مسلم میں فرق ہے؟

سوال: اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیسا ایمان رکھنا چاہیے؟ پانچ عقائد تحریر کریں!

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ پانچ عقائد لکھیں!

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
تاویل	ظاہری مطلب سے کسی بات کو پھیر دینا، حیلہ، بچاؤ
ایمانِ کامل	پورا ایمان
مذکورہ امور	ذکر کیے گئے معاملات، پہلے بیان کی ہوئی باتیں، چیزیں
متفاوت	فرق کیا گیا
بدگو	بری باتیں کرنے والا، گالیاں بکنے والا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۲۰]

کفر و شرک اور نفاق کا بیان

کفر:

ضروریاتِ دین کا انکار یا ان میں تھوڑا بھی شک کرنا یا ان میں باطل تاویلات کرنا کفر ہے۔اسی طرح کسی ایک ضرورتِ دینی کا انکار بھی کفر ہے اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو[۱] جیسے حضور پرنور ﷺ کا خاتم یعنی تمام انبیا و مرسلین میں سے آخر میں معبوث ہونا بلا کسی تاویل کے ضروریاتِ دین میں سے ہے جو اس کا انکار کرے یا تھوڑا بھی شک و شبہ سے کام لے وہ کافر و مرتد اور ملعون ہے۔

اسی طرح دوسرے تمام انسانوں سے انبیاے کرام علیہم السلام کو افضل ماننا ضروریاتِ دین سے ہے۔کسی ولی بلکہ کسی صحابی کو بھی انبیاے کرام سے افضل جاننے والا یقیناً کافر ہے۔ یوں ہی قرآن کریم کو کلام الٰہی جاننا، قرآن مجید کو کامل جاننا یعنی جس طرح نازل ہوا تھا اسی طرح محفوظ ہے اس میں کوئی کمی وبیشی نہیں ہوئی یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔جس ملعون کا قرآن عظیم کے ایک لفظ بلکہ ایک حرف کی بارے میں بھی یہ عقیدہ ہو کہ کسی نے گھٹا بڑھا دیا یا بدل دیا ہے تو وہ بھی ضرور کافر ہے۔

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ۱؛ ص ۱۷۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

شرک:

کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرح ماننا، اس کے برابر جاننا، اس کا ہمسر ماننا یا اللہ تعالی کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا اور اسے عبادت کے لائق جاننا **"شرک"** کہلاتا ہے۔ شرک کی کئی قسمیں ہیں؛ جیسے: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات جیسی کسی اور کی ذات ماننا یعنی کسی کو اللہ جیسا سمجھنا اسے **"شرک فی الذات"** کہتے ہیں۔ یوں ہی اللہ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا یعنی اللہ کی صفات جیسی کسی اور میں ماننا جیسے ازلی، ابدی، مستقل یعنی ہمیشہ سے ہے ہے غیر فانی یعنی ہمیشہ رہے گا، اسے وہ صفات کسی نے عطا نہیں کیں اور نہ ہی وہ ان صفات میں کسی کا محتاج ہے۔ یہ عقیدہ اللہ کے سوا کسی اور کے متعلق رکھنا **"شرک فی الصفات"** کہلاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھنا کیوں کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے مخلوق میں کسی نبی، ولی، بزرگ کو خواہ رسول اللہ ﷺ ہی کیوں نہ ہوں عبادت کے لائق سمجھنا **"شرک فی العبادت"** کہلاتا ہے۔ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی بھی طرح کسی کو شریک کرنے والے کو **"مشرک"** کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد جس کی بخشش ہرگز نہیں ہوگی وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیوں کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے [۱] کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ جس کی معافی موت کے بعد بھی ہرگز ممکن نہیں۔ [۲]

نفاق:

نفاق کا لغوی معنی ہے: چھپانا، پوشیدہ رکھنا، اور اصطلاحی تعریف ہے: "زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنے اور دل میں اسلام کو باطل ماننے اور اس کا انکار کرنے کا نام نفاق

---

(۱) سورۂ لقمان: آیت؛ ۱۳

(۲) سورۂ نساء: آیت؛ ۴۸

ہے "نفاق بھی خالص کفر ہے، کیوں کہ ایمان نام ہے دل کی تصدیق کا جس کا انکار کفر ہے اور نفاق نام ہے زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنے اور دل میں اسلام سے انکار کرنے کا لہٰذا یہ خالص کفر ہوا بلکہ بدترین کفر ہوا اور ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نچلا طبقہ ہے۔[۱]

سوالات وجوابات

سوال: کفر اور شرک کی مختصر تعریف کیا ہے؟

جواب: کفر: اللہ، اس کے کسی رسول، اس کی شریعت اور اس کے دین کے ضروری امور میں سے کسی ایک کا بھی انکار کفر کہلاتا ہے۔

شرک: اللہ کے سوا کسی کو واجب الوجود یا مستحقِ عبادت جاننا شرک کہلاتا ہے۔

سوال: دین کے ضروری امور کے انکار سے کیا مراد ہے؟

جواب: شریعت اور ضروریات دین کا انکار دو طرح سے ہوتا ہے:

(۱) **زبان سے:** زبان سے انکار کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا حلال ہونا ایسی صریح، واضح اور یقینی دلیل سے ہو جس میں تاویل کی کوئی گنجائش ہی نہ ہو اس کو حرام کہنا اور جس کی حرمت یقینی ہو اسے حلال بتانا کفر ہے، جب کہ یہ حکم ضروریاتِ دین سے ہو، یا منکر اس حکم قطعی سے آگاہ ہو[۲]۔ مثلاً: شراب، چوری اور سود وغیرہ جیسے حرام کاموں کو حلال جاننا اور نماز، روزہ، حج، زکات جیسی عبادات کا انکار کرنا کفر ہے۔

(۲) **اعمال سے:** اور کبھی اعمال سے اگرچہ اعضا کے اعمال داخل ایمان نہیں، لیکن بعض اعمال جو قطعاً ایمان کے منافی ہوں اس کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے: بت یا چاند

---

(۱) سورۂ نساء: آیت: ۱۴۵

(۲) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۷۷، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبۂ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا یہ باتیں کفر ہیں۔(۱)

سوال: مرتد کسے کہتے ہیں؟

جواب: مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین میں سے ہو۔ یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوں ہی کچھ کام ایسے ہیں جن کے کرنے سے بندہ کافر ہو جاتا ہے، مثلاً بُت کو سجدہ کرنا، نبی کی توہین کرنا اور اسے جائز جاننا، مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا وغیرہ وغیرہ۔ یاد رہے کہ مرتد کافرِ اصلی سے بھی بدتر ہے۔(۲)

سوال: کیا کافر کو کافر کہنا گناہ ہے؟

جواب: ہرگز نہیں، قرآن عظیم نے کافر کو کافر کہا ہے اور کافر کہنے کا حکم دیا ہے:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ.(۳)

ترجمہ: (اے نبی!) تم فرماؤ: اے کافرو!۔ (کنزالایمان)

لٰہذا کافر کو کافر کہنا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض ہے۔

جواب کاپی میں لکھیں!

سوال: کافر، مشرک، مرتد اور منافق کسے کہتے ہیں؟

سوال: کیا کفر و ایمان کے درمیان بھی کوئی منزل ہے؟

---

(۱) بہار شریعت، از: صدر الشریعہ: ج ۱؛ حصہ ۱؛ ص ۱۷۵، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، دہلی

(۲) الاشباہ والنظائر، از: علامہ ابن نجم شیخ زین الدین بن ابراہیم، ص ۱۹۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بروت

(۳) سورۂ کافرون: آیت: ۱

سوال: کیا کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے والا مسلمان کہلائے گا؟

سوال: کافر کو کافر کہنا کیسا ہے؟

سوال: فلموں اور ڈراموں میں بتوں کے سامنے سجدہ کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
خالص	اصل، کھرا، جس میں ملاوٹ نہ ہو
بدترین	بہت بُرا، زیادہ خراب

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سبق نمبر [۲۱]

بدعت کا بیان

بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جو حضور ﷺ کے مبارک دور میں نہ تھا، بعد میں کسی نے اس کو شروع کیا۔ اب اگر یہ کام شریعت سے ٹکراتا ہے تو اسے "**بدعت سیّئہ**" یعنی بری بدعت کہتے ہیں، اسی کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مردود ہے اور وہ نیا کام جو قرآن و سنّت کے خلاف نہیں ہے اس کو "**بدعت مُباحہ یا حَسَنَہ**" یعنی اچھی بدعت کہتے ہیں۔ اس کو یوں سمجھ لیں کہ ہر نیا کام جو حکم کے اعتبار سے مُباح ہے تو مباحہ اور مستحسن ہے تو حسنہ کہتے ہیں۔

بدعتِ حسنہ پر عمل کرنا کبھی واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب ہوتا ہے۔ نیکی اور بھلائی کا طریقہ ایجاد کرنا بہت بڑی سعادت اور نیک بختی کی بات ہے جو کوئی اچھا طریقہ جاری کرتا ہے شریعت کی نگاہ میں اجر و ثواب کا حق دار ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ. وَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ.(۱)

ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور اس کے ثواب میں ذرہ برابر کمی نہ ہوگی اور جو شخص اسلام میں

---

(۱) صحیح لمسلم، از: امام ابوالحسین مسلم، ج ۲، ص ۱۳۴۱، مطبوعہ دار المغنی عرب شریف

بُرا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہو گا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور اس کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔

لٰہذا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں ہے۔ ہاں جو بری بدعت ہے اس سے بچنا بہت ضروری ہے بلکہ کبھی فرض اور کبھی واجب ہے۔

سوالات و جوابات

سوال: بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: بدعت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) بدعتِ حَسَنَہ (۲) بدعتِ سَیِّئَہ (۳) بدعتِ مُباحَہ

سوال: بدعتِ حسنہ کی وضاحت کریں نیز اس کی قسمیں بتائیں؟

جواب: **بدعتِ حسنہ:** وہ بدعت ہے جو قرآن و حدیث کے اُصول و قواعد کے مطابق ہو اور شریعت کی نگاہ میں اس پر عمل کرنا ضروری ہو یا بہتر ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) بدعتِ واجبہ: جیسے قرآن و حدیث سمجھنے کے لیے علمِ نحو کا سیکھنا اور گمراہ فرقوں کے رَدّ کے لیے دلائل قائم کرنا۔

(۲) بدعتِ مستحبہ: جیسے مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا جیسے: محفلِ میلاد شریف وغیرہ۔[۱]

سوال: بدعتِ سیئہ کی تعریف کریں نیز اس کی قسمیں بتائیں!

جواب: **بدعتِ سیّئہ:** وہ بدعت ہے جو قرآن و حدیث کے اُصول و قواعد کے مخالف ہو، اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

---

(۱) ماخوذ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۲۱۶ بحوالہ انوار الحدیث، از مفتی جلال الدین امجدی، ص ۷۷ تا ۷۹ مطبوعہ کتب خانہ امجدیہ، دہلی

(۱)**بدعت محرمہ:** جیسے: قرآن وحدیث کے خلاف نئے عقیدہ والوں کا مذہب۔

(۲)**بدعت مکروہہ:** جیسے: گناہوں کے نت نئے انداز۔[۱]

سوال: بدعت مباحہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: **بدعت مُباحہ:** وہ بدعت ہے جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو اور حکمِ شریعت کے خلاف نہ ہو اور کرنے والا ثواب کا حق دار بھی نہ ہو جیسے عمدہ عمدہ کھانا کھانا، رہنے کی جگہوں میں کشادگی اختیار کرنا، نئی نئی سواریوں میں سہولت سے سفر کرنا وغیرہ۔[۲]

سوال: کیا بدعت کی یہ تقسیم دور صحابہ میں تھی؟

جواب: جی ہاں! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے تک مسلمان اکیلے اکیلے نمازِ تراویح پڑھا کرتے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد کے پاس سے گزرے اور ان کو تنہا تراویح پڑھتے دیکھا تو سب کو ایک جگہ جمع کیا اور تراویح کی جماعت شروع کروائی اور حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام مقرر کیا اور پھر یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِه۔[۳]

ترجمہ: یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ بدعت کی یہ تقسیم دورِ صحابہ ہی سے جاری ہے۔

سوال: حدیث شریف ''كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ''[۴]

---

(۱) ماخوذ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج۱، ص۲۱۶ بحوالہ انوار الحدیث، از مفتی جلال الدین امجدی، ص۷۷ تا ۷۹ مطبوعہ کتب خانہ امجدیہ، دہلی

(۲) ایضاً

(۳) ملخصًا مشکوٰۃ المصابیح، از: علامہ ولی الدین تبریزی: ص ۴۵۲، الحدیث ۱۰۳۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

(۴) صحیح لمسلم، از: امام ابوالحسین مسلم، ج۱، ص ۲۸۴، مطبوعہ دار المغنی، عرب شریف

یعنی: ''ہر بدعت گمراہی ہے'' سے کون سی بدعت مراد ہے؟

جواب: اس حدیث سے صرف بدعت سیئہ مراد ہے۔ اس لیے کہ اگر بدعت کی تمام قسمیں مراد لی جائیں جیسا کہ ظاہر حدیث سے واضح ہوتا ہے تو چھ کلمے، قرآن مجید پر اعراب لگانا، بیس رکعت تراویح پڑھنا اور تراویح کی جماعت کرانا نیز علم فقہ، علم کلام اور صرف و نحو وغیرہ کی تدوین اور ان کا پڑھنا پڑھانا، بلکہ ہمارا نئے نئے ذائقے دار کھانا وغیرہ کھانا نئی نئی سواریوں پر بیٹھنا سب ضلالت و گمراہی ہو جائے۔(۱)

جواب اپنی کاپی میں لکھیں!

سوال: بدعت کسے کہتے؟

سوال:۔ بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

سوال: اچھے اور نیک کام کرنے والے کو بدعتی گمراہ اور مشرک کہنا کیسا ہے؟

سوال: کیا میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانا بری بدعت ہے؟

سوال: مدارس کی تعمیر موجودہ دور کے اجتماعات وغیرہ کون سی بدعت ہیں؟

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
مردود	رد کیا گیا، بے کار
اصول و قواعد	بنیاد، طور طریقہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(۱) ملتقطا انوار شریعت، از: مفتی جلال الدین امجدی، ص ۱۵، مطبوعہ جمال کرم، لاہور

سبق نمبر [۲۲]

چہل آیات متعلق بہ عقائد

وجود باری تعالیٰ:

(۱) اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْض. (سورۂ ابراہیم؛آیت: ۱۰)

ترجمہ: کیا اللہ میں شک ہے؟ جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا۔(کنزالایمان)

وحدانیت:

(۲) قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ. (سورۂ اخلاص؛آیت: ۱)

ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔

(۳) لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا. (سورۂ انبیاء؛آیت: ۲۲)

ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے۔(کنزالایمان)

صفات الٰہیہ

حیات:

(۴) اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. (سورۂ آل عمران؛آیت:۲)

ترجمہ: اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا ہے۔(کنزالایمان)

قدرت:

(۵) اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر. (سورۂ بقرہ؛آیت:۲۰)

ترجمہ: بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔(کنزالایمان)

سمع وبصر:

(۶) اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ. (سورۂ مؤمن؛آیت:۲۰)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے۔ (کنزالایمان)

کلام:

(۷) وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا. (سورۂ نساء؛ آیت: ۱۶۴)

ترجمہ: اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔ (کنزالایمان)

علم:

(۸) اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. (سورۂ طلاق؛ آیت: ۱۲)

ترجمہ: اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ (کنزالایمان)

ارادہ:

(۹) اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ. (سورۂ ہود؛ آیت: ۱۰۷)

ترجمہ: بے شک تمھارا رب جو چاہے کرے۔ (کنزالایمان)

اللہ تمام عیوب سے پاک و منزہ ہے:

(۱۰) سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ. (سورۂ انعام، آیت: ۱۰۰)

ترجمہ: پاکی و برتری ہے اس (اللہ تعالیٰ) کو ان کی باتوں سے۔ (کنزالایمان)

قرآن مجید میں تحریف ممکن نہیں:

(۱۱) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ. (سورۂ حجر؛ آیت: ۹)

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنزالایمان)

تخلیق:

(۱۲) وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ. (سورۂ صافات؛ آیت: ۹۶)

ترجمہ: اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے اعمال کو۔ (کنزالایمان)

آخرت میں دیدارِ الٰہی:

(۱۳) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ. (سورۂ قیامہ؛ آیت: ۲۲-۲۳)

ترجمہ: کچھ منہ اس دن ترو تازہ ہوں گے۔ اپنے رب کو دیکھتے۔ (کنزالایمان)

نبوت وہبی مقام ہے، کسبی نہیں:

(۱۴) اَللّٰہُ أَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ. (سورۂ انعام؛ آیت: ۱۲۴)

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ (کنزالایمان)

عصمتِ انبیا:

(۱۵) لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّ لٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (سورۂ اعراف؛ آیت: ۶۱)

ترجمہ: مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو ربُّ العالمین کا رسول ہوں۔

مقربینِ بارگاہِ الٰہی شیطانی حملوں سے محفوظ:

(۱۶) اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ. (سورۂ حجر؛ آیت: ۴۲)

ترجمہ: میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ (کنزالایمان)

معجزاتِ انبیا:

(۱۷) أَنِّیْ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّینِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَأَنفُخُ فِیهِ فَیَكُونُ طَیْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ۔ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْیِی الْمَوْتٰی بِإِذْنِ اللّٰهِ ۔ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِی بُیُوتِكُمْ. (سورۂ آل عمران؛ آیت: ۴۹)

ترجمہ: میں تمھارے لیے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمھیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

انبیاے کرام کے درجوں میں فرق ہے:

(۱۸) تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ (سورۂ بقرہ؛ آیت: ۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ (کنزالایمان)

اصل نبوت ورسالت میں سبھی برابر ہیں:

(۱۹) لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ۔ (سورۂ بقرہ؛آیت:۲۸۵)

ترجمہ: ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ (کنزالایمان)

انبیا کو علم غیب عطا کیا گیا:

(۲۰) فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ. (سورۂ جن؛آیت:۲۶-۲۷)

ترجمہ: تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (کنزالایمان)

ہمارے آقا کریم ﷺ ساری خدائی کے نبی ہیں:

(۲۱) وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ۔ (سورۂ سبا؛آیت:۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ (کنزالایمان)

ہمارے نبی خاتم النبیین:

(۲۲) مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ. (سورۂ احزاب؛آیت:۴۰)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔ (کنزالایمان)

حضور ﷺ نوری بشر ہیں:

(۲۳) قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ. (سورۂ مائدہ؛آیت:۱۵)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنزالایمان)

حضور انور ﷺ کا حاضر وناظر ہونا:

(۲۴) یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا. (سورۂ احزاب؛آیت:۴۵)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور

خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ (کنزالایمان)

حضور ﷺ اور علم غیب:

(۲۵) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا. (سورۂ نساء؛ آیت: ۱۱۳)

ترجمہ: اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنزالایمان)

(۲۶) نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ (سورۂ نحل؛ آیت: ۸۹)

ترجمہ: تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (کنزالایمان)

نبی کریم ﷺ کی محبت مدارِ ایمان:

(۲۷) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ۔ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. (سورۂ توبہ؛ آیت: ۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری عورتیں اور تمھارا کنبہ اور تمھاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمھارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنزالایمان)

اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ، عین اطاعتِ الٰہی ہے:

(۲۸) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (سورۂ نساء؛ آیت ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنزالایمان)

احترامِ مصطفیٰ ﷺ تقاضائے الٰہی میں ہے:

(۲۹) وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ۔ (سورۂ فتح؛ آیت ۹)

ترجمہ: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (کنزالایمان)

حضور ﷺ کی گستاخی کفر:

(۳۰) لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔ (سورۂ توبہ؛آیت ۶۶)

ترجمہ: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (کنزالایمان)

رسولانِ عظام اور فرشتوں سے دشمنی کا انجام:

(۳۱) مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ (سورۂ بقرہ؛آیت ۹۸)

ترجمہ: جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ (کنزالایمان)

وجودِ جن پر بھی ایمان لانا ضروری ہے:

(۳۲) وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔ (سورۂ حجر؛آیت ۲۷)

ترجمہ: اور جِن کو اس سے پہلے بنایا بے دھوئیں کی آگ سے۔ (کنزالایمان)

قبر میں چین و سکون اور عذاب و سزا برحق ہے:

(۳۳) اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا۔ (سورۂ مؤمن؛آیت ۴۶)

ترجمہ: آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ (کنزالایمان)

قیامت کا منکر کافر:

(۳۴) وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا۔ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ۔ (سورۂ حج؛آیت ۷)

ترجمہ: اور اس لیے کہ قیامت آنے والی اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں۔ (کنزالایمان)

جنت و دوزخ:

(۳۵) وَ سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ (سورۂ آل عمران؛آیت ۱۳۳)

ترجمہ: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے۔ (کنزالایمان)

(۳۶) فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۔ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ. (سورۂ بقرہ؛ آیت ۲۴)

ترجمہ: تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں؛ تیار رکھی ہے کافروں کے لیے۔ (کنزالایمان)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم:

(۳۷) وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰی ۔ (سورۂ حدید؛ آیت ۱۰)

ترجمہ: ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔ (کنزالایمان)

تقلید:

(۳۸) وَّ اتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۔ (سورۂ لقمان؛ آیت ۱۵)

ترجمہ: اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ (کنزالایمان)

کراماتِ اولیاء:

(۳۹) قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡكَ طَرۡفُكَ ۔ (سورۂ نمل؛ آیت ۴۰)

ترجمہ: اس نے عرض کی؛ جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔ (کنزالایمان)

شفاعت:

(۴۰) مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ۔ (سورۂ بقرہ؛ آیت ۲۵۵)

ترجمہ: وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔ (کنزالایمان)

✫ ✫ ✫ ✫ ✫

دارین اکیڈمی، جمشید پور
ایک مختصر تعارف

دارین اکیڈمی کے قیام کے فکری تانے بانے تو کئی سالوں سے بنے جا رہے تھے مگر الحمدللہ ۸/ اگست ۲۰۱۹ء کو میگا میدان آزاد نگر جمشید پور میں ملک و ملت کی باوقار شخصیات کے عظیم اجلاس سے اس کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا اور ۱۰/ ستمبر ۲۰۱۹ء سے منفرد انداز اور جدید نصاب تعلیم کے ساتھ باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہو گیا ہے۔

یہ ادارہ چوں کہ نہایت تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں معرض وجود میں آیا ہے اس لیے اس میں خاص طور سے مسلم نونہالوں کو دینی تعلیم و تربیت اور اسلامی اخلاق و کردار کے ساتھ اعلیٰ تعلیم (Higher Education) سے آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے۔

اجتماعی غور و فکر اور بہت سے نشیب و فراز کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اس اکیڈمی کو دینی اور عصری تعلیم کا ایسا حسین سنگم بنایا گیا ہے جو قومی ضروریات کی تکمیل کا پیش خیمہ ثابت ہو سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ماہرین علوم و فنون کے وسیع تر تجربات سے استفادہ کرتے ہوئے پانچ سالہ نصاب تعلیم مرتب کیا گیا ہے جو بیک وقت حفظ قرآن، دینیات اور جھارکھنڈ بورڈ سے دسویں کلاس کے نصاب پر مشتمل ہے۔ الحمدللہ ادارہ اپنے مقصد کے حصول میں نہایت برق رفتاری کے ساتھ رواں دواں ہے۔ اس اکیڈمی میں شروع ہی سے

ENGINEERING,MEDICAL,U.P.S.C

کے امتحانوں کے لیے بھی ذہن سازی کی جاتی ہے نیز یہاں صرف انھیں بچوں کا داخلہ لیا جاتا ہے جن کے والدین یا سرپرست اپنے بچوں کو کم از کم مذکورہ تعلیم دلانے کا پختہ ارادہ رکھتے ہوں۔

ادارہ میں نیپال و ہند کے مختلف صوبوں کے طلبا زیر تعلیم ہیں۔

مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں:

(مفتی) عبدالمالک مصباحی، بانی دارین اکیڈمی، جمشید پور، جھارکھنڈ، انڈیا

(W)+918409987217/7979069108